النور الفائض

علی

نظم الفرائض

منظومہ

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری

شیخ الحدیث و صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

تتمہ

حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادی

شیخ الحدیث و صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ترجمہ و تشریح

ڈاکٹر مفتی اشتیاق احمد قاسمی

استاذ دار العلوم دیوبند

مکتبہ دار العلوم دیوبند

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تَعَلَّمُوا الفرائضَ وعَلِّمُوها النَّاس ۔(دارقطنی)

ترجمہ: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (علم) فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ!

النور الفائض
علیٰ
نظم الفرائض

منظومہ

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

تتمہ

حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادیؒ

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ترجمہ وتشریح

ڈاکٹر مفتی اشتیاق احمد قاسمی استاذ دار العلوم دیوبند

مکتبہ دار العلوم دیوبند

تفصیــــلات

نام: ــــــــــــــــ النور الفائض علی نظم الفرائض

منظومہ: ــــــــــــــــ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

تتمہ: ــــــــــــــــ حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادیؒ

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ترجمہ وتشریح: ــــــــــــــــ ڈاکٹر مفتی اشتیاق احمد قاسمی

مدرس دار العلوم دیوبند 9027498192

صفحات: ــــــــــــــــ ۷۲

اشاعت: ــــــــــــــــ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ مطابق نومبر ۲۰۲۴ء

ناشر: ــــــــــــــــ مکتبہ دار العلوم دیوبند پن کوڈ 247554

فہرست

انتساب

اساطینِ علوم نبویہ اور سرتاجانِ دیوبندیت:

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

اور

حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادیؒ

کی عظمتوں کے نام

جنت میں ان کی ہم نشینی کی تمناؤں کے ساتھ

خاک پائے اکابر:

اشتیاق احمد قاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادیؒ کی حیات و خدمات پر ہونے والے سیمینار کی ذمہ داری جب میرے دوشِ ناتواں پر ڈالی گئی تو میں نے حضرت پر لکھی گئی تمام دستیاب تحریروں کو غور سے پڑھا، حضرت کی وفات پر ان کے شاگرد رشید مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ نے اپنی وفیاتی تحریر میں لکھا کہ ''علم الفرائض میں ایک منظوم رسالہ بھی ہے۔'' یہ پڑھ کر مجھے اس کی جستجو ہوئی، حضرت شیخ کے تلامذہ و دیگر اہلِ علم سے اس سلسلہ میں گفتگو ہوئی؛ مگر اس کا سراغ نہ مل سکا، بلکہ نام تک معلوم نہ ہوسکا۔

سیمینار کی تیاری کے سلسلہ میں مرادآباد حاضر ہوا، اور اپنے عزیز دوست مولانا مفتی محمد اجمل کے ہمراہ حضرت کے گھر حاضری ہوئی تو وہاں ان کے علمی باقیات وآثار میں یہ رسالہ ملا، جس کا نام ''النور الفائض علیٰ نظم الفرائض'' تھا۔ یہ علم میراث پر ایک منظوم رسالہ ہے جو علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمہ کا ہے، اس کا تکملہ حضرت شیخ نے لکھا ہے۔ اس میں کل ۱۱۴؍ اشعار ہیں، جن میں سے ۹۳؍ علامہ کشمیری کے ہیں اور ۲۱؍ حضرت شیخ کے ہیں۔

یہ رسالہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوا تھا؛ اس لیے میرا جی چاہا کہ اسے محفوظ کردیا جائے، اس کی زبان فارسی ہے جو اب متروک ہے، میں نے اپنے فاضل دوست مفتی اشتیاق احمد دربھنگوی (جنھیں علم فرائض میں خاص درک ہے) سے درخواست کی کہ اس کا اردو میں ترجمہ کردیں اور حسبِ ضرورت مختصر تشریح بھی؛ تاکہ اس کا افادہ عام ہوجائے۔

ماشاء اللہ انھوں نے میری توقع سے کہیں بڑھ کر ایک دو روز میں اس کا ترجمہ و تشریح کرکے میرے حوالہ کردیا، جس پر دل کی گہرائیوں سے ان کے لیے دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، اس رسالہ کے نفع کو عام فرمائے اور قبولیت سے نوازے!

ضیاء الحق خیرآبادی

۲۷؍ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ = ۱۵؍ اگست ۲۰۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

از: امیر الہند حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہٗ العالی

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند

نحمدُہ و نُصَلّی علی رسولہ الکریم، أما بعد!

مولانا حمید الدین صاحب حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور ڈابھیل کے فارغ تھے، حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ ان کو ان کے وطن: ہنسور، ضلع: فیض آباد سے لائے اور دارالعلوم میں داخل کرگئے؛ لیکن جب حضرت شاہ صاحبؒ ڈابھیل گئے تو ان کی کتب بینی، وسعتِ علم اور بے مثال قوتِ حافظہ کی بنیاد پر یہ بھی ڈابھیل چلے گئے اور وہیں سے فارغ ہوئے، مولانا میرے حقیقی خالو تھے، دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے دیوبند آتے رہتے تھے۔

میں دورۂ حدیث میں تھا، مجھ سے استاذِ محترم حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ شاگردِ رشید حضرت شاہ صاحبؒ کے سبق کے بارے میں پوچھنے لگے، میں نے مولانا سے وہ باتیں بتائیں جن کے میں لائق تھا، مولانا فرمانے لگے: حضرت شاہ صاحبؒ کے تلامذہ میں تین لوگ ممتاز سمجھے جاتے تھے، مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ، مولانا فخر الدین احمد مرادآبادیؒ، اور مولانا محمد بدر عالمؒ صاحب (صاحبِ فیض الباری) بعض لوگ مولانا بنوریؒ کو نمبر اول پر رکھتے ہیں اور بعض لوگ مولانا فخر الدین صاحبؒ کو؛ مجھے

ان تینوں حضرات سے ملنے کا شرف حاصل ہوا، عام طور پر مولانا بنوریؒ سے بار بار مدینہ منورہ میں ملاقات ہوئی، پاکستان میں بھی ان کی زندگی میں جب بھی گیا، شرفِ ملاقات کا موقع ملا بڑی شفقت فرماتے تھے؛ مگر کبھی علمی استفادے کا موقع نہیں ملا؛ مولانا کو عربی زبان پر بڑی قدرت تھی، مادری زبان کی طرح عربی زبان بولتے تھے؛ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پاکستان میں کثیر المعلومات، قادر الکلام اور بڑے عالم سمجھے جاتے تھے اور علمِ حدیث میں حضرت مولانا کی مہارت شرح ترمذی سے بھی ظاہر ہوتی ہے، اگر اللہ کی مدد سے وہ پوری ہوجاتی تو استفادہ کرنے والوں کے لیے بہت بڑا مرجع بن جاتی، حضرت مولانا محمد بدر عالم صاحبؒ اخیر میں مدینہ منورہ ہی میں رہتے تھے، میرے مرحوم چچا سے ان کے تعلقات تھے، علم کی وجہ سے بڑے قدر دان تھے، ۱۹۶۳ء اور ۱۹۶۷ء میں مولانا کی خدمت میں قیام گاہ پر بار بار جانے کی سعادت میسر ہوئی، ان کا علمی شاہ کار "فیض الباری" کی صورت میں موجود ہے، مدینہ منورہ ہی کے قبرستان "بقیعِ غرقد" میں مدفون ہیں۔

حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ حضرت شاہ صاحبؒ کے شاگردوں میں میرے نزدیک بڑی اہمیت رکھنے والے تھے، ان کے شاگردوں کی اُن کے بارے میں کوئی بھی رائے ہو؛ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ نے ان کو تدریس کا تفہیم کا، موضوع کو سمیٹ کر بیان کرنے کا اور عبارت پڑھنے کا جو ملکہ عطا فرمایا تھا، وہ ان کے بعد کے لوگوں میں نہیں ملتا، حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ دار العلوم تشریف لانے سے پہلے سے دار العلوم کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے۔

میں اپنے بچپن میں جب تقریباً چھ سال کی عمر ہوگی، حضرت مدنیؒ کے ساتھ بخاری کے درس میں چلا جاتا تھا اور برابر میں تخت پر بیٹھ جاتا تھا، میں نے یہ دو مرتبہ

دیکھا ہے کہ حضرت مولانا سبق میں آ کر بیٹھے اور طلبہ نے پرچی دی کہ حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ سبق میں تشریف لائے ہیں، ان کو بخاری کی عبارت پڑھنے کا موقع عنایت فرمائیں!

مولانا بلا تکلف حضرت کے فرمانے پر تشریف لاتے، پڑھنے والا طالب علم سامنے سے اٹھ جاتا اور حضرت مولانا بلا تکلف بہت تیز اور ٹنٹناتی آواز کے ساتھ عبارت پڑھنا شروع کر دیتے، حضرت مدنیؒ کو جہاں بولنا ہوتا بولتے؛ ورنہ مولانا عبارت پڑھتے رہتے، جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مولانا کو بخاری اور اس کے متعلق معلومات صرف چار پانچ سپاروں تک محدود نہیں تھی، جیسا کہ عام مدرسِ بخاری میں پائی جاتی ہے جو ان کی شروح سے بھی معلوم ہوتی ہے، مولانا کو اللہ نے بخاری کے ہر ترجمۃ الباب پر گفتگو کرنے اور بلا تکلف عبارت پڑھنے کی صلاحیت بھی عطا فرمائی تھی جو ان کے استاذِ محترم اور اکابر رحمہم اللہ کا طرۂ امتیاز تھا، میں نے حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ باوجودے کہ بوڑھے ہو چکے تھے؛ مگر بوڑھاپا ان کے قوتِ حافظہ کو اور ان کے تعلیمی امتیازات کو متاثر نہیں کر پایا تھا، سردی کی راتوں میں عشاء کے بعد تین تین چار چار گھنٹے متواتر سبق پڑھاتے تھے، ایک ہی پہلو پر بیٹھتے تھے، اٹھ کر چلتے تھے تو پیر ڈگمگاتے تھے؛ لیکن درسِ حدیث میں کوئی تھکن، آواز کی تبدیلی، کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی تھی۔

قوتِ حافظہ بڑا عجیب وغریب تھا خود سبق میں فرمایا: حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے بخاری کے سبق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات کے سلسلے میں عربی کا ایک قصیدہ پچاس اشعار پر مشتمل سبق میں پڑھا، میں نے اس قصیدے کو غور سے سنا اور کمرے میں آ کر اپنے قوتِ حافظہ سے قلم بند کیا اور حضرت شاہ صاحب

کی خدمت میں تصحیح کے لیے پیش کیا تو حضرت شاہ صاحبؒ نے تین یا چار جگہ تصحیح فرمائی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے حضرت کو اپنے ہم عصروں میں بے مثال قوتِ حافظہ عطا فرمایا تھا، اور اس کی بنیاد پر حدیث اور دیگر علوم وفنون میں حضرت مولانا موصوف کو زمانۂ طالب علمی ہی میں درک حاصل تھا اور اپنے اساتذہ میں وہ ان صفات میں یکتا سمجھے جاتے تھے۔

مدرسہ شاہی سے درسِ حدیث کے لیے استاذِ حدیث کی طلب آئی تو مہتمم دارالعلوم مولانا حبیب الرحمن صاحبؒ نے ان کو یہ کہہ کر مدرسہ شاہی بھیجا کہ میں آدمی بھیج رہا ہوں؛ مگر اس شرط پر کہ مجھے جب بھی ضرورت ہوگی، میں اسے بلالوں گا، اپنے اساتذہ کے درمیان امتیاز رکھنے والا ایسا شاگرد کم میسر ہوتا ہے؛ چنانچہ اپنی ساری زندگی دارالعلوم آنے تک مدرسہ شاہی میں گزاردی اور کہیں نہیں گئے۔

ایک دن سبق میں یہ بھی فرمایا کہ میں حافظِ قرآن نہیں تھا، میرے کچھ اعزہ جے پور میں رہتے تھے، میں چھٹی کے بعد جے پور گیا، لوگوں کو پتا چلا کہ دارالعلوم سے ایک مولوی پڑھ کر آیا ہے، تو لوگ خوش ہوکر کہنے لگے: ہم تراویح ''الم ترکیف'' سے پڑھتے تھے، اَبکی ہم تراویح میں پورا قرآن سنیں گے اور مولانا حافظِ قرآن نہیں تھے، فرمایا کہ مجھے بڑی شرم محسوس ہوئی کہ میں کیسے کہوں کہ میں حافظِ قرآن نہیں ہوں، میں نے ارادہ کرلیا کہ ایک مہینے میں قرآن حفظ کرلوں گا؛ چنانچہ میں روزانہ سحری کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتا تھا اور روزانہ ایک پارہ عشاء کی نماز تک یاد کرلیا کرتا تھا اور رات کو تراویح میں سنادیا کرتا تھا، اس طرح میں نے ایک مہینے میں قرآن حفظ کرلیا، مولانا کی قوتِ حافظہ کا اتنا مضبوط ہونا، علم کی وسعت اور مختلف علوم وفنون کے اندر کمال نیز اکابر سے

تعلق، یہ ان کی ایسی صفات ہیں کہ ان کے جانے کے بعد دارالعلوم کو ان صفات کا حامل کوئی دوسرا شخص نہیں مل سکا۔

وہ قصیدہ جو حضرت شاہ صاحبؒ نے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھا تھا اور سبق میں پڑھا تھا اور حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ نے اپنے قوتِ حافظہ کی بنیاد پر اُسے نقل کر کے دکھلایا تھا اور شاہ صاحبؒ نے تصحیح فرمائی تھی؛ وہ ہمارے سامنے نہیں ہے، وہ قصیدہ میں نے نہیں دیکھا۔

لیکن اب زمانہ گزر جانے کے بعد مولوی اشتیاق احمد صاحب مدرس دارالعلوم کو ان کے احباب کے واسطے سے مرادآباد میں ان کے متروکہ کاغذات میں زبانِ فارسی میں علمِ فرائض پر مشتمل اشعار کا مجموعہ ''النور الفائض علی نظم الفرائض'' ملا، جس کو حضرت شاہ صاحبؒ نے مرتب فرمایا تھا اور یقیناً فی البدیہ مرتب کیا ہوگا، دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ نے اس کا ''تتمہ'' بھی لکھا ہے اور وہ بھی اسی بحر میں ہے، وہ سامنے آیا تو دارالعلوم کے اساتذہ اور حضرت مہتمم صاحب کی یہ خواہش ہوئی کہ علمِ فرائض پر مشتمل شاہ صاحبؒ کے ان اشعار کو اور ان کے شاگردِ رشید حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ کے تتمہ کو مولوی اشتیاق احمد سلمہ کے ترجمہ اور تشریح کے ساتھ شائع کر دیا جائے!

استاذ اور شاگرد دونوں علومِ اسلامیہ کی دلچسپی اور خاص طور پر علمِ حدیث سے مناسبت اور قوتِ حافظہ میں یکتائے زمانہ ہونے کی بنیاد پر اس کے اہل ہیں کہ ان کے اس مرتب کردہ مجموعے کو ایک یادگار کی حیثیت سے شائع کیا جائے، اگر یہ مجموعہ حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ کے رہتے ہوئے سامنے آجاتا تو یہ اور بھی زیادہ علمی اعتبار سے بھاری ہوتا، پھر بھی استاذ اور شاگرد کی طرف نسبت بہت بھاری بھر کم چیز ہے۔

میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعے کو خیر و برکت اور قبولیت سے نوازیں! اور مولوی اشتیاق احمد سلمہ کی اس خدمت کو اللہ تعالیٰ طلبہ کے لیے اور علماء کے لیے زیادتی علم اور علمِ فرائض کی بقا کا سبب بنائے! وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

املاہ:

(امیر الہند حضرت مولانا) سید ارشد مدنی (مدظلہ العالی)

صدر المدرسین دار العلوم دیوبند و صدر جمعیۃ علماء ہند

۱۵ ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۲۰۲۴ء

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

تقریظ

نحمدہ ونصلي علی رسوله الکریم، أما بعد!

بڑی خوشی کی بات ہے کہ علم الفرائض سے متعلق ایک نادر، مختصر اور جامع فارسی منظوم رسالہ موسوم بہ ''النور الفائض علی نظم الفرائض'' اُردو ترجمہ وتشریح کے ساتھ اِشاعت کے لیے تیار ہے۔

اِس منظومہ کے اصل مؤلف اِمام العصر حضرت علامہ اَنور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ہیں، آپ نے ۹۳ر اَشعار میں بڑی جامعیت کے ساتھ ''علم الفرائض'' کے بنیادی اُصول وقواعد فارسی زبان میں نظم فرمائے ہیں۔

پھر اُس کے ''تتمہ'' کے طور پر فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند نے اُس پر اور اَشعار کا اُسی نہج پر اِضافہ فرمایا، جو مزید ضروری اِفادات کو شامل ہے۔

یہ رسالہ عرصہ سے نایاب تھا، نیز فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے اُردو داں طبقہ کے لیے اِس سے اِستفادہ بھی دشوار تھا، اِس لیے دار العلوم دیوبند کے لائق وفائق اُستاذ گرامی قدر حضرت مولانا مفتی اشتیاق احمد صاحب قاسمی دامت برکاتہم (مرتب طرازی شرح سراجی) نے اِس منظومہ کے ترجمہ اور تشریح کا بیڑا اُٹھایا اور بہت سلیقہ کے ساتھ اَشعار کا مطلب خیز ترجمہ فرمایا۔ اور اِن اشعار میں جن قواعد ومسائل میراث کو بیان کیا گیا ہے، اُن کی آسان اَلفاظ میں تشریح فرمائی، جس کی بنا پر اِس عجالۂ نافعہ کی

اِفادیت دوچند ہوگئی ہے۔ اگر طلبہ سراجی اِس نظم کو زبانی یاد کرلیں، تو اُمید ہے کہ قواعد کو مستحضر رکھنے میں یہ نظم بڑی معاون ثابت ہوگی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

فاضل گرامی جناب مولانا ضیاء الحق صاحب خیرآبادی زید کرمہم (کنویز فخر المحدثین سیمینار صد سالہ تقریبات جمعیۃ علماء ہند) بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ اُن کی تگ ودو کی بدولت یہ رسالہ اہلِ علم تک پہنچ سکا اور موصوف ہی کی خواہش پر حضرت مولانا مفتی اشتیاق احمد صاحب نے یہ خدمت انجام دی، فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس رسالہ کو قبول فرمائیں اور مؤلفین اور مترجم وشارح کو جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔

والسلام

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم الطلبہ دارالعلوم دیوبند

۱۳/ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ

۲۲/مئی ۲۰۲۴ء بروز بدھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مترجم

''النور الفایض علیٰ نظم الفرایض'' (علم فرائض کی نظم پر پھیلتی روشنی) علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک نایاب رسالہ ہے، اس میں علم میراث کو منظوم بیان کیا گیا ہے، کُل ایک سو چودہ اشعار پر مشتمل ہے، جن میں سے ترانوے (۹۳) اشعار حضرت علامہ کشمیریؒ کے ہیں اور ''تتمہ'' کے اکیس (۲۱) اشعار ان کے شاگرد رشید مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادیؒ کے ہیں، حضرت علامہ نے سراجی کو سامنے رکھ کر فارسی زبان میں ''علمِ فرائض'' کو نظم کیا ہے، علم فرائض کو ''علم مواریث'' بھی کہا جاتا ہے، اس منظومہ میں اختصار اور جامعیت دونوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اس میں بھی علامہ کی عبقریت کھل کر سامنے آگئی ہے؛ رسالہ کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱- یہ فارسی ادب کا شاہ کار ہے، عربی کے ساتھ فارسی زبان پر استاذ اور شاگرد دونوں کی گرفت بڑی مضبوط نظر آرہی ہے۔

۲- متن نویسی میں اختصار سب سے بڑی خوبی مانی جاتی ہے، اس رسالہ کو عربی متون خصوصاً سراجی کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے؛ مگر عربی متون سے بھی زیادہ اختصار کے ساتھ قواعد نظم کیے گئے ہیں۔ جس سے کہیں کہیں اصول وضوابط کا بیانیہ قدرے مشکل ہوگیا ہے۔

۳- متن میں جامعیت کا وصف بھی خوب نمایاں ہے، قارئین اس کو محسوس کریں گے۔

۴- اسلوب میں بعض جگہ جدت طرازی بھی ہے، عام فقہاء کی روش کو بعض

جگہوں پر علامہ نے چھوڑ دیا ہے؛ مگر ایسی جگہوں میں خوبی کی بات یہ ہے کہ علامہ کی عبارت جامعیت میں عام فقہاء سے زیادہ عمدہ ہوگئی ہے، مثلاً ''عول'' کے بیان میں حضرت علامہ نے یہ نہیں بتایا کہ چھ کا عول دس تک طاق اور جفت دونوں آئے گا اور بارہ کا سترہ تک صرف طاق آئے گا اور چوبیس کا عول ستائیس آتا ہے؛ بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ اگر حصے مخرج سے زیادہ ہوجائیں تو اس اضافہ کو مخرج میں شامل کردو، خود بخود عول ہوجائے گا، یعنی چھ، بارہ اور چوبیس کے قاعدے الگ الگ نہیں بتائے اور عبارت کو بالکل مختصر کر کے سمجھا دیا، اس طرح جامعیت کا حسن پیدا ہوگیا، عملی طور پر بس اتنی ہی حقیقت ہے جو علامہ نے بتائی ہے؛ اس لیے کہ چھ کا عول دس تک ہی آئے گا اور بارہ کا سترہ تک اور چوبیس کا ستائیس آئے گا، اس کو الگ الگ بیان کیا جائے، یا نہ کیا جائے؛ نتیجے کے طور پر بات وہیں پہنچے گی جو علامہ نے کہی ہے۔

حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحبؒ نے دیکھا کہ استاذِ محترم نے فقہاء کی عام روش کو چھوڑ دیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اسے قبول نہ کریں؛ یا اعتراض کریں؛ اس لیے انہوں نے عول کی آٹھوں شکلوں کو ''تتمہ'' کے اشعار میں سمجھایا ہے، اسی طرح علامہ نے عددوں کے درمیان کی نسبتوں کو چھوڑ دیا ہے؛ اس لیے کہ عام طلبہ اس سے واقف ہوتے ہیں، اور عصبۂ سببی، مسئلہ تشبیب اور جدات کے مختلف رشتوں والے مسائل کو بھی نہیں چھیڑا ہے کہ ان کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے۔

۴- علامہ کے شاگرد رشید نے اپنے استاذ محترم کی مکمل پیروی کی ہے اور اس انداز سے کہ قاری کو اگر بتایا نہ جائے کہ اضافہ شدہ اشعار شاگرد رشید کے ہیں تو واقعتاً اُن کو پتہ نہیں چل سکے گا۔

۵- علامہ کشمیریؒ کے ترانوے (۹۳) اشعار کی تفصیل یہ ہے کہ انہوں نے تمہید

میں پانچ (۵) اشعار کہے ہیں؛ جن میں ترکہ کی تعریف، تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور نفاذِ وصیت کو بیان فرمایا ہے، پھر ترکہ لینے والے ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام کا ذکر فرمایا ہے، پھر موانعِ ارث کو صرف دو (۲) شعر میں بیان فرمایا ہے، ذوی الفروض کے پورے باب کے مسائل کے لیے انیس (۱۹) اشعار کہے ہیں، پھر چھ (۶) شعر میں عصبات، تین (۳) شعر میں حجب، دو (۲) شعر میں انواعِ سہام، چار (۴) اشعار میں مخارج، دو (۲) شعر میں عول کو بیان کیا ہے، پھر رد کا بیان آٹھ (۸) اور تصحیح کا بیان بارہ (۱۲) اشعار میں ہے، ورثاء اور قرض خواہوں کے درمیان ترکہ کی تقسیم کو چار (۴) اشعار میں بیان کیا ہے، پھر مخارج کے لیے صرف دو (۲) شعر کہے ہیں اور مناسخہ کے سات (۷)، ذوی الارحام کے لیے بارہ (۱۲) اور اخیر میں خنثیٰ، حمل اور مفقود کے لیے پانچ (۵) اشعار ہیں، اس طرح کل ترانوے (۹۳) اشعار علامہ کے ہیں۔ اس کا آخری شعر ایک ساتھ چند رشتے داروں کے مرجانے کی صورت میں تقسیمِ ترکہ کے حکم پر مشتمل ہے۔

۶۔ اور مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادیؒ کے اکیس (۲۱) اشعار کی تفصیل یہ ہے کہ انہوں نے چھ تتمے لکھے ہیں، دو عددوں کے درمیان کی چار نسبتوں کو تین (۳) شعروں میں بیان کیا ہے، دوسرا تتمہ عول کے لیے ہے، اس میں دو (۲) شعر ہیں، پھر حجب کی صورتوں کی تفصیل کو آٹھ (۸) اشعار میں بیان فرمایا ہے، چوتھا تتمہ جدّات سے متعلق ہے، اس میں چار (۴) اشعار ہیں، پانچواں تتمہ پوتیوں سے متعلق ہے، اس میں ''مسئلۂ تشبیب'' کے اصول کو دو (۲) شعروں میں نہایت ہی اختصار سے بیان کیا ہے، اخیر کا تتمہ موانع ارث سے متعلق ہے، اس کے لیے دو (۲) شعر نظم کیے ہیں، اس طرح تتمہ کے کل اکیس (۲۱) اشعار ہوجاتے ہیں۔ تتمہ لکھنے کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے

کہ علامہ نے اختصار کے پیشِ نظر متعدد ابواب کے مسائل اور اصول سے صرفِ نظر فرمالیا تھا، شاگرد رشید نے جامعیت کے حسن میں اضافہ کردیا، فجز اھما اللہ تعالیٰ!

۷- یہ مفید ترین نایاب رسالہ ''مدینہ پریس'' بجنور سے شائع ہوا تھا، سنِ اشاعت لکھی ہوئی نہیں ہے، ملنے کے پتے میں ''کتب خانہ فخریہ'' مدرسہ شاہی مراد آباد لکھا ہوا ہے۔

اس کے لیے گرامی قدر جناب مولانا ضیاء الحق خیرآبادی (حاجی بابو) مدظلہ بڑی مبارکبادی اور شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی دلچسپی اور محنت سے اس رسالے کو دریافت کیا اور مولانا فخر الدین احمد صاحبؒ کے گھر رکھے ہوئے ذخیروں میں سے اسے ڈھونڈ نکالا اور اس کی ایک فوٹو کاپی ترجمہ کے لیے عنایت فرمائی، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائیں!

ترجمہ کی تقریب

برادرم مولانا ضیاء الحق خیرآبادی مدظلہ کو جب یہ رسالہ ''النور الفایض'' مل گیا تو فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے موصوف نے اس کے اردو ترجمہ کا خیال ظاہر کیا اور ساتھ ہی ناچیز کو کہا کہ اس کا ترجمہ کردو اور تھوڑی تشریح بھی؛ تاکہ قارئین کے لیے یہ رسالہ مفید ہوجائے؛ اس لیے کہ تجھے میراث کے موضوع سے مناسبت ہے، اصطلاحات سے واقف ہو، میں نے بھی موضوع کو مناسب پاکر بلاتأمل ''ہاں'' کہہ دیا کہ اس طرح علم میں اضافہ ہوگا، علامہ کی تحقیقات سے استفادہ کروں گا، اور دونوں بزرگوں کی معنوی خدمت بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی آسانی پیدا فرمائی کہ بس تھوڑی دیر میں ترجمہ ہوگیا، پھر میں نے عزیزم مولوی محمد صابر قاسمی بھاگل پوری سلمہ کو اطمینان کے لیے دیا کہ اصل سے ملا کر دیکھ لے کہ کہیں

کوئی غلطی ہوتو نظر آجائے؛ چنانچہ چند مقامات میں حک وفک کے بعد اطمینان ہوگیا کہ ترجمہ ٹھیک ٹھاک ہوگیا ہے، تشریح وتوضیح میں راقم حروف نے اختصار کے پیش نظر صرف مفتی بہ اقوال لکھے ہیں، اور مثالیں بھی بقدر ضرورت دی ہیں۔

جمعیۃ علماء ہند کی صد سالہ تقریب کے موقع سے راقم کی یہ خدمت سامنے آئی، اس پر ناچیز سارے ذمہ داران کا شکر گزار ہے، خصوصی طور پر حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری مدظلہ العالی کا کہ حضرت نے ملاحظہ فرما کر حوصلہ افزائی کی اور تقریظ تحریر فرمائی، گرامی قدر حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کو جب مسودہ پیش کیا تو بہت خوش ہوئے اور خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے، مکتبہ دارالعلوم دیوبند سے شائع کئے جانے کی اجازت ''مجلس شوریٰ'' کی جانب سے مرحمت فرمائی۔

حضرت امیر الہند، استاذ محترم سید ارشد مدنی مدظلہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے تفصیلی ''پیش لفظ'' تحریر فرما کر رسالہ کی قدر میں اضافہ فرمادیا جس میں بڑے والہانہ انداز میں دونوں بزرگوں کی علمی حیثیت کو بیان فرمایا، اللہ تعالیٰ سارے بزرگوں کی زندگی میں برکت عطا فرمائیں اور اپنے شایانِ شان جزائے خیر عنایت فرمائیں! اب یہ ''مکتبہ دارالعلوم دیوبند'' سے شائع ہونے کے لیے تیار ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ غور سے پڑھیں، جہاں کہیں تشنگی محسوس ہوتو ''طرازی شرح سراجی'' یا علمِ فرائض کی دوسری کتابوں کی طرف رجوع کریں اور اگر کہیں فروگزاشت نظر آئے تو نشاندہی فرمائیں، راقِم حروف شکر گزار ہوگا۔ وباللہ التوفیق

کتبہ: اشتیاق احمد قاسمی، دربھنگوی

مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۳/۳/۱۴۴۴ھ=۱۰/۱۰/۲۰۲۲ء

☆☆☆

یہ آیات سمجھ لیں

(ترکہ سے متعلق آیات)

میراث کے اکثر احکام قرآن کریم میں مذکور ہیں اور اس سلسلہ میں بنیادی آیتیں تین ہیں، طلبہ کو چاہیے کہ یہ آیات ترجمہ کی مدد سے سمجھ کر حفظ کر لیں، ان شاء اللہ اس سے فن میں بہت مدد ملے گی۔

پہلی آیت: **يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلاَدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَآؤُكُمْ وَأَبناؤُكُمْ لاَ تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً فَرِيضَةً مِّنَ اللهِ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً۔** (سورۂ نساء آیت ۱۱)

ترجمہ: اللہ تم کو تمہاری اولاد کے حق میں تاکیدی حکم دیتے ہیں کہ ایک مرد (لڑکے) کا حصہ دو عورتوں (لڑکیوں) کے برابر ہے، پھر اگر دو سے زیادہ صرف عورتیں (بیٹیاں) ہوں تو ان کے لیے ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے، اور اگر ایک (بیٹی) ہو تو اس کے لیے آدھا ہے، اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد ہے، اور اگر اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اور والدین اس کے وارث ہیں تو اس کی ماں کے لیے ایک تہائی ہے (اور باقی دو تہائی باپ کو ملے گا) پھر اگر میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو وہ کر کے مر گیا، یا ادائے قرض کے بعد، تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور

بیٹوں پوتوں میں سے فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے، یہ حصہ اللہ کا متعین کردہ ہے، یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والے اور بڑی حکمت والے ہیں۔

دوسری آیت: وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ۔ (سورۂ نساء آیت ۱۲)

ترجمہ: اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں کے ترکہ کا آدھا ہے اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ گئیں، اس وصیت کے بعد جو وہ کر گئیں یا ادائے قرض کے بعد، اور ان (بیویوں) کے لیے تمہارے ترکہ کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہے تو ان کے لیے تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو تم کر کے مرو، یا ادائے قرض کے بعد۔ اور اگر وہ مرد جس کی میراث بٹ رہی ہے باپ اور بیٹا کچھ نہیں رکھتا یا ایسی کوئی عورت ہے، اور اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، اور اگر (ماں شریک بھائی بہن) زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے، اس وصیت کے بعد جو ہو چکی ہے، یا قرض کے بعد جب کہ اوروں کا نقصان کرنے والا نہ ہو۔ یہ اللہ کا تاکیدی حکم ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے اور بہت برداشت کرنے والے ہیں۔

تیسری آیت: يَسْتَفْتُونَکَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَکَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَکَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَکَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالاً وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (سورۂ نساء آیت ۱۷۶)

ترجمہ: آپ سے وہ مسئلہ پوچھتے ہیں، تو آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تم کو کلالہ[۱] کے بارے میں حکم بتاتے ہیں: اگر کوئی آدمی مر گیا[۲] اور اس کی اولاد نہیں ہے، اور اس کی ایک بہن ہے تو اس کو ترکہ کا نصف ملے گا، اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر اس کی اولاد نہ ہو پھر اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو ترکے کا دو تہائی حصہ ملے گا، اور اگر اسی رشتہ کے کئی شخص ہوں، کچھ مرد اور کچھ عورتیں[۳] تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر ملے گا، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے واضح فرماتے ہیں؛ تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہیں۔

---

(۱) كَلَالَة کے لغوی معنی ہیں کمزور اور ضعیف، اور اصطلاح میں وہ شخص مراد ہے جس کا نہ باپ دادا ہو اور نہ کوئی اولاد، اصلی وارث باپ دادا اور بیٹے پوتے ہیں، ان کے نہ ہونے کی صورت میں بھائی، بہن: بیٹا، بیٹی کے حکم میں ہو جاتے ہیں۔

(۲) اگر اس کے برعکس ہو یعنی کوئی عورت لاولد مر گئی اور اس نے بھائی چھوڑا ہو تو وہ عصبہ ہونے کی حیثیت سے وارث ہوگا۔

(۳) یعنی چند بھائی اور چند بہنیں چھوڑیں تو بھائی کو دوہرا اور بہن کو اکہرا حصہ ملے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمدِ خدا ونعتِ رسول	۱	بشنو از "انور" ظلوم وجہول
مال نبود چو مستحق العین	۲	بعد تجہیز ودفن ودادنِ دَین
ہم پس از عزل ثلث موصیٰ بہ	۳	ذی فروضِ مقدرہ را دہ
عَصَبَہ بعد ازاں بُرد ہمہ مال	۴	بعد ازاں رد بذی فروض سگال
بعد ازیں دو فریق ای مِنعام	۵	وارثِ مال داں ذوی الارحام

۱۔اللہ تعالیٰ کی تعریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے بعد، بڑے کوتاہ اور لاعلم "انور" سے سنیے! (علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے اپنے کو کوتاہ اور لاعلم تواضعاً فرمایا ہے۔)

۲۔(میت) کا مال جب کہ اس کے عین سے کسی کا حق متعلق نہ ہو، تجہیز وتکفین اور دفن کرنے پھر قرض ادا کرنے کے بعد۔

۳۔نیز وصیت کیے ہوئے میں سے ایک تہائی مال کے الگ کرنے کے بعد، متعین حصے والوں کو دو!

۴۔اس کے بعد عصبہ سارا مال لے جائے گا، اس کے بعد ذوالفرض پر رد کا خیال کرو!

۵۔ان دو جماعتوں کے بعد ذوی الارحام کو مال کا وارث جانو! اے نعمت والے!

وضاحت: ترکہ وہ مال ہے جو مرنے والا چھوڑ کر مرجائے جس سے کسی غیر کا حق متعلق نہ ہو۔(الموسوعۃ:۱۱/۲۰۶)

میت کے چھوڑے ہوئے مال سے پہلے اس کی تجہیز وتکفین کی جائے گی، پھر اس کا قرض ادا کیا جائے گا، اس کے بعد بچے ہوئے کی تہائی تک وصیت نافذ ہوگی، پھر ورثاء کے درمیان تقسیم عمل میں آئے گی۔

ورثاء میں سب سے پہلے ان لوگوں کو دیا جائے گا جن کے حصے قرآن وسنت میں متعین ہیں، انھیں ''اصحابِ فرائض'' اور ''ذوی الفروض'' کہا جاتا ہے۔ پھر بچا ہوا مال ''عصبہ'' کو دیا جائے گا اور اگر حصے والے نہ ہوں تو سارا ترکہ عصبہ لے گا، اور عصبہ کی عدم موجودگی میں قریبی رشتہ داروں کو ترکہ ملے گا، جن رشتے داروں کے حصے قرآن وسنت میں متعین نہیں ہیں، ان کو ''ذوی الارحام'' کہا جاتا ہے۔

موانع ارث

مانعِ ارث آمدند چہار	۶	رق وقتل اختلافِ دِین ودار
لیک قتلے کہ بالسبب باشد	۷	مانعِ ارثِ کس نمی باشد

وراثت سے روکنے والے اسباب

۶۔ وراثت سے روکنے والی چار چیزیں (نصوص میں) آئی ہیں: غلامی، قتل، اختلافِ دین اور اختلافِ ملک (اختلافِ ملک صرف کافروں کے لیے مانع ہے۔)

۷۔ مگر وہ قتل جو ''سبب کے ذریعے'' ہو وہ کسی کی وراثت کو روکنے والا نہیں ہوگا۔

وضاحت: قتل کی پانچ قسمیں ہیں: قتل عمد، قتل شبہ عمد، قتل خطا، قتل شبہ خطا اور قتل بالسبب؛ آخری قسم مانع نہیں ہے، بقیہ سے قاتل ترکہ سے محروم ہوجائے گا۔ قتل بالسبب کا مطلب ہے: مار ڈالنے کی تدبیر کرنا، اس صورت میں عاقلہ پر صرف دیت خفیفہ واجب ہوتی ہے، یعنی پانچ طرح کے سو اونٹ دینے ہوں گے۔ اس کی دو صورتیں لکھی جاتی ہیں:

(ا) کسی نے غیر کی زمین میں کنواں کھود دیا، اتفاق سے کنواں کھودنے والے کا رشتہ دار گر کر مر گیا، تو اس صورت میں کنواں کھودنے والا اس کے ترکہ سے محروم نہیں ہوگا۔

(۲) یا غیر کی مملوکہ زمین میں پتھر رکھ دیا، اتفاق سے پتھر رکھنے والے کا رشتہ دار (مورث) اس سے ٹکرا کر مر گیا تو اس صورت میں بھی پتھر رکھنے والا مرنے والے کے ترکہ سے محروم نہیں ہوگا۔
(تفصیل طرازی شرح سراجی میں دیکھیں)

ذوی الفروض

صاحبانِ فروضِ مال واثاث	۸	چار از ایشان ذکور ہشت اناث
اب وجدِ صحیح وزوج ذکور	۹	ہم اخ خیفی است اے ماجور
داں اناث، اخت ودخت ودخت پسر	۱۰	جدۂ ثابتہ زن ومادر
فرض اب سدس داں چو بگزارد	۱۱	مورث از صلب یا از ابن ولد
سہم جد داں ہمہ نصیب پدر	۱۲	ولد ام یکے چہ مادہ چہ نر
سدس می گیرد وچو بیش شوند	۱۳	ثلث با استواء ہمی گیرند
ساقط ایں فرقہ می شود زولد	۱۴	وز اب وولد ابن ونیز ازجد
زوج را ربع مال باید داشت	۱۵	ولد ابن یا ولد چو گذاشت
ورنہ نصف از برائے زوج بنہ	۱۶	زوجہ را ثمن وربع اینسان دہ
دخت را نصف دہ چو نیست پسر	۱۷	ہم دوثلث از یکے فزود اگر
چونکہ صلبیہ نبود ای ہشیار	۱۸	ہمچو صلبیہ بنت ابن انگار
گر شود جمع بایکے دختر	۱۹	سدس باشد نصیبش اے سرور
اخت عینی ودخت ابوی را	۲۰	حکم بنت است وبنت ابن مہا

حجب یابد زجد وابن واب	۲۱	نیز علاتی از اخ اقرب
ولد ابن یا چو بود ولد	۲۲	یادو تن با اُخوۃ اے امجد
سدس مال از برائے مادر دار	۲۳	ورنہ ثلثش رسانی اے ہشیار
ثلث باقی ززوجہ وشوہر	۲۴	چوں یکے زاں دو ماند ونیز پدر
جدہ ثابتہ یکے یا چند	۲۵	وارث سدس مال فرمایند
باموازۃ ونفی ام وچنان	۲۶	پدری از پدر رسد بزیان

اصحاب فرائض

۸۔مال اور سامان (ترکہ) کے حصے لینے والے ان (اصحابِ فرائض) میں سے چار مرد آٹھ عورتیں ہیں۔

۹۔باپ، دادا اور شوہر مذکر ہیں، اخیافی بھائی بھی (مذکر ہے) اے ثواب دیے ہوئے!

۱۰۔بہن، لڑکی اور پوتی، جدۂ صحیحہ، بیوی اور ماں کو مؤنث سمجھو!

۱۱۔باپ کا حصہ چھٹا سمجھ جب مورث (باپ) صلبی (لڑکا) یا پوتا چھوڑے۔

۱۲۔دادا کا حصہ، باپ کا سارا حصہ سمجھو (اگر باپ موجود نہ ہو) اخیافی اولاد ایک ہو مذکر یا مؤنث۔

۱۳۔چھٹا لیتی ہے اور جب زیادہ ہوتی ہے تو ایک تہائی برابری کے ساتھ لیتی ہے۔

۱۴۔یہ دونوں لڑکے لڑکی کی وجہ سے ساقط ہوجاتے ہیں اور باپ، پوتا اور دادا سے بھی۔

۱۵۔شوہر کو چوتھائی مال رکھنا چاہیے جب (بیوی) اولاد یا بیٹے کی اولاد چھوڑے۔

۱۶۔ورنہ شوہر کے لیے آدھا رکھ دو، بیوی کو ان کی طرح ہونے کی صورت میں آٹھواں یا چوتھائی دو!

۱۷۔لڑکی کو آدھا دو جب لڑکا نہ ہو، نیز دو تہائی دو اگر ایک سے زیادہ ہوں۔

۱۸۔جب کہ صلبی بیٹی نہ ہو،اے ہوش مند، پوتی کو بیٹی کی طرح سمجھ!

۱۹۔اگر پوتی ایک بیٹی کے ساتھ جمع ہوتو اس کا حصہ چھٹا ہوگا،اے پیش رو!

۲۰۔حقیقی بہن اور علاتی بہن (ایک ساتھ) بیٹی اور پوتی کے حکم میں ہے،اے چاند!

۲۱۔(یہ دونوں بہنیں) دادا، بیٹا اور باپ کی وجہ سے محروم ہو جاتی ہیں، نیز علاتی (بھائی بہن) حقیقی بھائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۲۲۔پوتا ہو یا بیٹا ہو یا بھائی بہنوں میں سے متعدد ہوں،اے شریف!

۲۳۔مال کا چھٹا حصہ ماں کے لیے رکھ دو، ورنہ مال کی تہائی اس کو پہنچاؤ،اے ہوش مند!

۲۴۔میاں بیوی سے بچے ہوئے کی تہائی (ماں کو دو) جب ان دونوں میں سے ایک ہو اور باپ بھی ہو!

۲۵۔جدۂ صحیحہ ایک ہو یا کئی اُسے مال کے چھٹے حصے کا وارث قرار دیتے ہیں۔

۲۶۔برابر درجہ میں ہونے کے ساتھ اور ماں کے نہ ہونے کے ساتھ اور اسی طرح باپ کی طرف والی دادی باپ سے نقصان اٹھاتی ہے (محروم ہوتی ہے)

وضاحت: ذوی الفروض بارہ ہیں، چار مردوں میں سے وہ یہ ہیں، باپ، دادا، شوہر اور اخیافی بھائی، اور آٹھ عورتوں میں سے، وہ یہ ہیں: بیوی، بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن، اخیافی بہن، ماں اور دادی۔

باپ اور دادا کے احوال

اگر میت کی کوئی اولاد نہیں تو باپ ''عصبہ بنفسہ'' ہوگا اور اگر صرف بیٹی ہے تو باپ کو ''سدس'' ملے گا اور وہ ''عصبہ'' بھی ہوگا اور اگر بیٹا ہے تو باپ کو صرف ''سدس'' ملے گا۔

دادا باپ کی موجودگی میں محروم ہوگا اور باپ کی غیر موجودگی میں باپ کے قائم مقام ہوگا۔

اخیافی بھائی بہن کے احوال

اگر میت کی اولاد مذکر و مؤنث یا باپ دادا ہیں تو اخیافی بھائی بہن ''محروم'' ہوں گے، ورنہ ایک ہونے کی صورت میں سدس اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ''ثلث'' پائیں گے۔

میاں بیوی کے احوال

اگر بیوی کی اولاد نہیں ہے تو شوہر کو ''نصف'' ملے گا ورنہ ''ربع'' اور شوہر کی اولاد نہیں ہے تو بیوی کو ''ربع'' ورنہ ''ثمن'' ملے گا۔

بیٹیوں کے احوال

اگر بیٹا ہے تو بیٹیاں ''عصبہ بالغیر'' ہوں گی ورنہ ایک ہونے کی صورت میں ''نصف'' اور زیادہ ہونے کی صورت میں ''ثلثان'' پائیں گی۔

پوتیوں کے احوال

اگر میت کا بیٹا یا پوتیوں سے اوپر کا پوتا ہو تو پوتیاں ''محروم'' ہوں گی، اور اگر برابر کا یا نیچے کا پوتا ہو تو پوتیاں ''عصبہ بالغیر'' ہوں، اگر ایک بیٹی ہے تو پوتیوں کو ''سدس'' ملے گا (ثلثان پورا کرنے کے لیے) اور اگر میت کی کئی بیٹی ہو یا اوپر کی کئی پوتی ہو تو پوتیاں ''محروم'' ہوں گی، ورنہ ایک ہونے کی صورت میں ''نصف'' اور زیادہ ہونے کی صورت میں ''ثلثان'' پائیں گی۔

حقیقی بہنوں کے احوال

اگر میت کے باپ دادا اور بیٹا پوتا میں سے کوئی ہو تو بہنیں ''محروم'' ہوں گی اور حقیقی بھائی ہو تو حقیقی بہنیں ''عصبہ بالغیر'' ہوں گی اور اگر میت کی بیٹی پوتی ہے تو

''عصبہ مع الغیر'' ہوں گی، ورنہ ایک ہونے کی صورت میں ''نصف'' اور زیادہ ہونے کی صورت میں ''ثلثان'' پائیں گی۔

علاتی بہنوں کے احوال

اگر میت کے باپ دادا، بیٹا پوتا، حقیقی بھائی اور عصبہ مع الغیر ہونے والی حقیقی بہن میں سے کوئی ہو تو علاتی بہنیں ''محروم'' ہوں گی اور اگر علاتی بھائی ہے تو ''عصبہ بالغیر'' ہوں گی، اور عصبہ مع الغیر نہ ہونے والی حقیقی بہن ایک ہو تو علاتی بہن کو ''سدس'' ملے گا (ثلثان پورا کرنے کے لیے) اور عصبہ مع الغیر نہ ہونے والی حقیقی بہن اگر متعدد ہوں تو علاتی بہنیں ''محروم'' ہوں گی، اور اگر میت کی بیٹی پوتی میں سے کوئی ہو تو ''عصبہ مع الغیر'' ہوں گی؛ ورنہ علاتی بہن ایک ہونے کی صورت میں '' نصف'' اور زیادہ ہونے کی صورت میں ''ثلثان'' پائیں گی۔

ماں کے احوال

اگر میت کے بیٹے بیٹی میں سے کوئی ایک یا تینوں قسموں کے بھائی بہنوں میں سے متعدد ہوں تو ماں کو ''سدس'' ملے گا، اگر زوجین میں سے کوئی ایک ماں باپ کے ساتھ ہوں تو ماں کو زوجین میں سے کسی ایک کے حصے کے بعد ''بچے ہوئے کی تہائی'' ملے گی؛ ورنہ پورے مال کی ''تہائی'' ملے گی۔

دادی کے احوال

دادی کو ''سدس'' ملے گا اور ماں ساری جدات (دادی نانی) کے لیے حاجب ہے اور باپ صرف دادیوں کے لیے اور دادا صرف ان دادیوں کے لیے حاجب ہے جن کے درمیان واسطہ بنتا ہے اور قریب والی دادی دور والی کو محروم کر دیتی ہے۔

عصبات

عصبہ گہ بنفس وگہ بالغیر	۲۷	گہ مع الغیر آمد، اے ذی خیر
اول آں مرداں کہ خویشیٔ وے	۲۸	نبود از جانب کدام زنے
پس بترتیب ارث آں مردان	۲۹	فرع واصل اند وفرع اصل چناں
داں زنان کہ دوثلث ونصف برند	۳۰	ہمرہٗ اخوۃ قسم بالغیر اند
ہمرہ بنت وبنت ابن، اے جاں	۳۱	اخت وارث سوم فریق بداں
وجہ ترجیح شان زیکدیگر	۳۲	اِحدی قرب وقوت است آخر

۲۷۔عصبہ؛ کبھی بنفسہٖ؛ کبھی بغیرہٖ اور کبھی مع غیرہٖ (کتابوں میں) آیا ہے، اے خوبی والے!

۲۸۔پہلا (عصبہ بنفسہٖ) اس مرد کو سمجھو کہ جس کی رشتہ داری کسی عورت کی طرف سے نہ ہو۔

۲۹۔چنانچہ اُن لوگوں کی وراثت کی ترتیب فرع (بیٹا) ہے، پھر اصل (باپ، دادا) پھر اصل کی فرع اسی طرح (یعنی باپ کی فرع: بھائی، اور دادا کی فرع: چچا وغیرہ)

۳۰۔وہ (چار) عورتیں جو (کئی ہونے کی صورت میں) دو تہائی اور (ایک ہونے کی صورت میں) آدھا لیتی ہیں، وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بالغیر کی قسم ہیں۔(یعنی بیٹی بیٹے کے ساتھ، پوتی پوتے کے ساتھ، حقیقی بہن حقیقی بھائی کے ساتھ اور علاتی بہن علاتی بھائی کے ساتھ عصبہ بالغیر ہوتی ہیں)

۳۱۔لڑکی اور پوتی کے ساتھ (حقیقی اور علاتی) بہن کو تیسری جماعت کا وارث یعنی ''عصبہ مع الغیر'' جان لو، اے میری جان!

۳۲۔ایک دوسرے سے ان کی ترجیح کی وجہ ایک قرب ہے، دوسری قوت۔

وضاحت: عصبہ کی دو قسمیں ہیں: نسبی اور سببی ، یہاں اختصار اور ضرورت کے پیش نظر صرف نسبی کو بیان فرمایا ہے۔

حجب نقصان

غیر ممنوعِ سابق اے دانا	۳۳	گاہ حاجب شود دگرکس را
چونکہ مُدلِی بہ آن بود لیکن	۳۴	ولدام زام بود ایمن
یابود در عصوبت آن اقرب	۳۵	یا بود قرب واتحاد سبب

حَجب نقصان

۳۳۔سابق میں موانعِ ارث سے روکے ہوؤں کے علاوہ (افراد بھی) کبھی دوسرے کے لیے حاجب (وارث نہ ہونے کا سبب) ہوتے ہیں۔اے عقلمند!

۳۴۔اس لیے کہ وہ اس کا واسطہ بن جاتا ہے (اور واسطہ ذوالواسطہ کے لیے حاجب ہوتا ہے) لیکن اخیافی اولاد ماں سے (محروم ہونے سے) بے خوف ہوتی ہے (حالاں کہ ماں واسطہ ہوتی ہے؛ اس لیے کہ قاعدے سے یہ مستثنیٰ ہے)

۳۵۔یا عصبہ ہونے میں زیادہ قریب کا ہو (تو وہ بھی دوٗر والے کے لیے حاجب ہوتا ہے) یا قرب اور اتحادِ سبب جمع ہو جائیں تو قریبی حاجب ہوتا ہے۔

وضاحت: وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے محروم ہونا ''حجب'' کہلاتا ہے، اگر کسی وارث کی وجہ سے زیادہ حصہ سے کم حصہ ملے تو اسے ''حجب نقصان'' اور بالکل محرومی ہو تو اسے ''حجب حرمان'' کہتے ہیں، زوجین والدین اور اولاد کبھی محروم نہیں ہوتے، دور والا قریب والے کی وجہ سے مجوب ہوتا ہے

اور جو وارث کسی واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو وہ اس واسطے کی وجہ سے مجوب ہو جاتا ہے، جیسے: باپ کی موجودگی میں دادا، ماں کی موجودگی میں نانی۔

انواعِ سہام

اسہم فرض بردونوع بدان	۳۶	نصف وربع است ثمن اول ازاں
نوع ثانی دو ثلث وثلث انگار	۳۷	نیز سدس از ہمیں ست، اے ہشیار

حصوں کی قسمیں

۳۶۔متعین حصے کو دو قسموں پر سمجھو، ان میں سے پہلی قسم نصف (آدھا)، ربع (چوتھائی) اور ثمن (آٹھواں) ہے۔

۳۷۔دوسری قسم ثلثان (دو تہائی) اور ثلث (ایک تہائی) کو سمجھو اور سدس (چھٹا) بھی اسی میں سے ہے، اے ہوش مند!

مخارج

عدد مثل فرض در واحد	۳۸	بہر یک مخرج است، اے ماجد
ورزیک نوع چند جمع شوند	۳۹	خارج از مخرج اقل گیرند
نصف ونوع دوم زشش باشد	۴۰	ربع وآں خارج از دوشش باشد
ثمن گر جمع شد بآں ثانی	۴۱	مخرجش بست وچار می دانی

مخارج

۳۸۔ایک حصہ ہونے کی صورت میں حصے کا ''ہم نام عدد'' ہر ایک کا مخرج ہے، اے شریف!

۳۹۔اور اگر ایک قسم کے چند (سہام) جمع ہوجائیں تو سب سے کم کے مخرج سے حصے باہر نکالتے ہیں۔

۴۰۔نصف دوسری قسم کے (کل یا بعض کے) ساتھ ہو تو چھ سے مخرج ہوگا، ربع دوسری قسم کے ساتھ ہو تو بارہ سے حصہ نکلے گا۔

۴۱۔ثمن اگر اسی دوسری قسم کے ساتھ جمع ہو تو اس کا مخرج تم چوبیس (۲۴) کو جانو!

وضاحت: فرائض کی اصطلاح میں مخارج ان اعداد کو کہتے ہیں جن سے ورثاء کے حصے نکلتے ہیں، مخرج کو ''مسئلہ'' بھی کہتے ہیں۔

۱۔اگر ایک ایک حصہ آئے تو اسی کے ہم نام عدد سے مسئلہ بنے گا، مثلاً سدس آئے تو چھ سے، ربع آئے تو چار سے۔

۲۔اگر کئی حصے ہوں تو چھوٹے سے مسئلہ بنے گا، مثلاً نصف ربع ہو تو چار سے، ربع ثمن ہو تو آٹھ سے، ثلث سدس ہو تو چھ سے۔

۳۔دوسری قسم کے کل یا بعض کے ساتھ اگر پہلی قسم کا نصف ہو تو مسئلہ چھ سے بنے گا، اور ربع ہو تو بارہ سے اور ثمن ہو تو چوبیس سے مسئلہ بنے گا۔

عول

گر زمخرج فُروض بیش شوند	۴۲	کسری ازوے فزوده عول کنند
عدد آن کسور کن یک جا	۴۳	خود بخود عول مے شود پیدا

عول

۴۲۔اگر مخرج سے حصے زیادہ ہوجائیں تو اس میں کسر (اضافہ) کو بڑھا کر عول کردیتے ہیں۔

۴۳۔اس اضافے کی تعداد کو اکٹھا کرلو اپنے آپ عول ظاہر ہو جائے گا۔

وضاحت: مخرج سے حصوں کے بڑھ جانے کی صورت میں مخرج کے اجزاء میں اضافہ کرنے کو "عول" کہتے ہیں۔ مخارج کل سات ہیں، دو، تین، چار، چھ، آٹھ، بارہ اور چوبیس ان میں سے دو، تین، چار اور آٹھ کا عول نہیں آتا، بقیہ کا آتا، چھ کا عول سات، آٹھ، نو اور دس آتا ہے اور بارہ کا عول تیرہ، پندرہ اور سترہ آتا ہے، چوبیس کا عول ستائیس اور عبداللہ ابن مسعود کے نزدیک اکتیس آتا ہے۔

رد

عکس عول است رد چوبیش شود	۴۴	مخرج از خارج فرض امجد
گر بہ زوجین زیادہ را ند ہی	۴۵	فرض او شان زمخرجش بدہی
پس اگر باقی وسہام دگر	۴۶	احدے بد مبائنِ آخر
ضرب در مخرج آں سہام کنند	۴۷	حاصلِ ضرب مخرج انگارند
بعد ازین حصہ ہائے شوہر وزن	۴۸	ضرب کن درسہام اے ذوفن
داں دگر فرقہ کوست صاحب رد	۴۹	حظِ شان بایدت بباقی زد
باقی ار برسہام دانی نیست	۵۰	لیک نسبت میاں تباین نیست
ضرب کن اے عزیز وفق سہام	۵۱	باقیِ آں عمل بساز تمام

رد

۴۴۔رد عول کی ضد ہے یعنی جب نکلنے والے حصے سے مخرج زیادہ ہو جائے، اے شریف!

۴۵۔اگر میاں بیوی کو زیادہ نہ دو تو ان کا حصہ ان کے (اقلِ) مخرج سے دے دو!

۴۶-پھر اگر (میاں/ بیوی کو دے کر) باقی اور دوسرے ورثاء کے رؤوس میں تباین کی نسبت ہوتو (کلِ رؤوس کو) اس سہام کے مخرج میں

۴۷-ضرب دیتے ہیں، حاصلِ ضرب کو مخرج مانتے ہیں۔

۴۸-اس کے بعد میاں بیوی کے حصوں کو سہام میں ضرب دو! اے فن والے!

۴۹-وہ دوسرا فریق جو اصحابِ رد ہے، ان کے حصوں کو تجھے باقی میں ضرب دینا چاہیے!

۵۰-(میاں/ بیوی کو دے کر) باقی اگر سہام پر برابر نہیں ہے؛ لیکن ان کے درمیان تباین کی نسبت (بھی) نہیں ہے۔ تو اے پیارے!

۵۱-سہام کے وفق کو (اصل مسئلہ میں) ضرب دو اور باقی سارے کام وہی کر (جو پہلے کیا ہے)۔

وضاحت: ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد اگر کچھ بچ جائے اور کوئی عصبہ نہ ہو تو دوبارہ نسبی ذوی الفروض کو ان کے حصوں کے مطابق دینا ''رد'' کہلاتا ہے۔

زوجین کو ''مَن لایُرَدُّ علیہ'' اور بقیہ کو ''مَن یُرَدعلیہ'' کہا جاتا ہے، اس کے چار قاعدے ہیں:

۱-اگر مسئلہ میں من یُرَدُّ علیہ کی ایک جنس ہو تو مسئلہ ان کی تعداد (رؤوس) سے بنایا جائے گا، مثلاً دو سے مسئلہ بنے گا اگر بیٹیاں دو ہوں۔

۲-اگر من یُرَدُّ علیہ کی متعدد جنسیں ہوں تو مسئلہ مجموعۂ سہام سے بنایا جائے گا، مثلاً مسئلہ میں دو سدس ہو تو مسئلہ دو سے بنے گا۔

۳-اگر من یُرَدعلیہ کی ایک جنس ہو اور من لایُرَدُّ علیہ بھی ہو تو من لا یردعلیہ کے حصے سے مسئلہ بنا کر اُسے دے دیا جائے گا پھر اس کا باقی اگر من یُرَدعلیہ کی تعداد پر برابر ہو تو من یردعلیہ کو وہی باقی دے دیا جائے گا، جیسے شوہر اور تین لڑکیاں۔

مسئلہ ۴ — خالدہ

میت

زوج	۳ بنت
۱	۳

اوراگر من لا یردعلیہ کے مخرج سے بچا ہوا من یردعلیہ کی تعداد کے برابر نہ ہوتو باقی اور من یردعلیہ کی تعداد میں نسبت دیکھی جائے گی، اگر توافق یا تداخل کی نسبت ہو تو من یُردعلیہ کے وفق یا دخل کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے جیسے: شوہر اور چھ لڑکیاں

مسئلہ ۴×۲ ت ۸ — ساجدہ

میت

زوج	۶ بنت
۱	۳
۲	۶

اوراگر دونوں میں تباین کی نسبت ہوتو من یُردعلیہ کے کل رؤوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے، حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی، جیسے شوہر اور پانچ لڑکیاں۔

مسئلہ ۴×۵ ت ۲۰ — ساجدہ

میت

زوج	۵ بنت
۱	۳
۵	۱۵

۴۔ اگر من یُرَدُّ علیہ کی دو یا تین جنسوں کے ساتھ من لا یُرَدُّ علیہ بھی ہوتو من لا یُرد علیہ اور من یردعلیہ دونوں کے مسئلے الگ الگ بنائے جائیں گے پھر اگر من لا یُرَدُّ علیہ کو

دینے کے بعد اس کے باقی اور من یردعلیہ کے مسئلے میں تماثل کی نسبت ہو تو باقی من یردعلیہ کو دے دیا جائے گا اور من لا یردعلیہ کا مخرج ہی من یردعلیہ کا مخرج ہوگا، جیسے: بیوی، چار دادی، چھ اخیافی بہنیں

مسئلہ ۴ ب ۱۲×۳ ت ۴۸ مسئلہ ۶ ردیہ مسئلہ ۳ خالد

میت

زوجہ	۴ جدہ	۶ اخت الام
۱	۱	۲
۱۲	۱۲	۲۴

اور اگر من لا یردعلیہ کو دینے کے بعد باقی اور من یردعلیہ کے مسئلے میں تماثل نہ ہو تو من یردعلیہ کے مسئلے کو من لا یردعلیہ کے مسئلے میں ضرب دے دیں گے، حاصلِ ضرب سے ہر ایک کا حصہ نکلے گا، جیسے: چار بیوی، نو لڑکی اور چھ دادی

مسئلہ ۸ ب ۷×۵ ت ۴۰ مسئلہ ۶ ردیہ مسئلہ ۵ خالد

میت

۴ زوجہ	۹ بنت	۶ جدہ
۱	۴	۱
۵	۲۸	۷

یہاں پر حصہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ من لا یردعلیہ کے حصے کو من یردعلیہ کے مسئلے (مضروب پانچ) میں ضرب دے دیں گے اور من یردعلیہ کے حصوں کو من لا یرد علیہ کے باقی (سات) میں ضرب دے دیں گے۔

علامہ محمد انور شاہ کشمیری نے "مقاسمۃ الجد" کو اختصار اور غیر مفتی بہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

تصحیح

نرسد سہم فرقۂ چو صحیح	۵۲	ضرب کردہ رؤس کن تصحیح
کل آں گر مباینت باشد	۵۳	وفق آن ار موافقت باشد
در تداخل بوقت کسر اے یار	۵۴	حکم ہمچو موافقت انگار
ورفتد کسر در دو جا بسہام	۵۵	گیروفق رؤس ویاہمہ تام
نسبت اندر رؤس دیدہ بساز	۵۶	ضرب یک در تماثل اے ممتاز
درتداخل ز ضرب اکثرِ شان	۵۷	می شود مخرج سہام عیاں
درتباین ضرب یک بدگر	۵۸	ضرب حاصل باصل مسئلہ شمر
در توافق بود میان رؤس	۵۹	ضرب وفق است در دگر مانوس
وانچہ حاصل زضرب می آید	٦٠	ضرب در اصل مسئلہ اش شاید
نسبتِ ثالث وزیادہ ازان	٦١	سوئے مبلغ چو ثانی است اے جان
آنچہ از اصل بُود سہم گروہ	٦٢	کُن بمضروب ضرب وحصہ پژوہ
وانچہ یک فرقہ را شود حاصل	٦٣	کُن برآحاد وقسمت اے عاقل

تصحیح

۵۲-اگرکسی طائفہ پر حصہ صحیح عدد کے ساتھ (بلاکسر) نہ پہنچے تو رؤس کو ضرب دے کر تصحیح کرلو!

۵۳-کل (رؤس) کو ضرب دو اگر تبائن کی نسبت ہو اور وَفق کو ضرب دو اگر توافق ہو!

۵۴-اور تداخل میں کسر کے وقت اے دوست توافق کی طرح فیصلہ لو!

۵۵-اور اگر سہام میں دو جگہ کسر ہو تو وفقِ رؤس یا کل (رؤس) کو لو!

۵۶-رؤس (اور سہام) کے درمیان نسبت دیکھ کر (ایسا) کرو، تماثل (کی صورت) میں کسی ایک کو مسئلے میں ضرب دے دو، اے نمایاں!

۵۷-تداخل میں ان میں سے زیادہ کو (مسئلہ میں) ضرب دینے سے سہام کا مخرج واضح ہو جاتا ہے۔

۵۸-تباین میں ایک کو دوسرے میں ضرب دے کر حاصلِ ضرب کو اصل مسئلہ شمار کرو (یعنی ضرب دو)

۵۹-اور اگر رؤس کے درمیان توافق ہو تو ایک کے وَفق کو دوسرے (کے کل) میں ضرب دینا مانوس (قاعدہ) ہے۔

۶۰-اور جو ضرب سے حاصل آئے، اُسے اس کے اصل مسئلہ میں ضرب دینا چاہیے!

۶۱-تیسرے عدد اور اس سے زیادہ کی نسبت مبلغ سے دوسرے کی طرح ہے، اے جان!

۶۲-جو کچھ حصہ طائفہ کو اصل (مسئلہ) سے ملا ہے اُسے مضروب میں ضرب کر اور حصہ بانٹ!

۶۳-اور وہ جو ایک طائفہ کو ملے اُسے افراد پر تقسیم کر، اے عقل مند!

وضاحت: ورثاء کو حصہ دینے کے لیے ایسے عدد کو تلاشنا جس میں سے ہر وارث کو بلاکسر حصہ مل جائے "تصحیح" کہلاتا ہے، اس کے سات قاعدے ہیں:

۱۔ اگر ہر فریق کے سہام ان کے رؤوس پر بلاکسر تقسیم ہوجائیں تو ضرب کی کوئی ضرورت نہیں:

مسئلہ ۶ احمد

میت

اب	ام	بنت	بنت
۱	۱	۲	۲

۲۔ اگر ایک فریق پر کسر واقع ہو اور ان کے سہام ورؤوس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو عدد رؤوس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی:

مسئلہ ۶×۵ت ۳۰ راشد

میت

اب	ام	۱۰/بنت
۱	۱	۴
۵	۵	۲۰

اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دینے سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی:

مسئلہ ۱۲عـ۱۵×۳ت ۴۵ شاکرہ

میت

زوج	اب	ام	۶ بنت
۳	۲	۲	۸
۹	۶	۶	۲۴

تصحیح سے ہر فریق کا حصہ نکالنے کے لیے اصل مسئلہ سے ملے ہوئے سہام کو

مضروب میں ضرب دیا جائے گا۔

۳۔اگر ایک فریق پر کسر واقع ہو اور ان کے سہام اور رؤس کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو پورے عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دینے سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

مسئلہ ٦×٥ت ٣٠ — محمود

میت		
اب	ام	٥ بنت
١	١	٤
٥	٥	٢٠

عول میں ضرب دینے کی مثال:

مسئلہ ٦ع ٧×٥ت ٣٥ — شاکرہ

میت	
زوج	٥/ اخت
٣	٤
١٥	٢٠

۴۔اگر ورثاء کی کئی جماعتوں پر کسر واقع ہو اور ہر جماعت کے محفوظ کردہ اعداد کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو ان میں سے کسی بھی جماعت کے عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی اور حاصلِ ضرب سے تمام ورثاء کے حصے بلا کسر نکلیں گے۔

مسئلہ ٦×٣ت ١٨ — زید

میت		
٦ بنت	٣ جدہ	٣ عم
٤	١	١
١٢	٣	٣

۵۔اگر کئی جماعتوں پر کسر واقع ہواوران کے عدد رؤس کے درمیان تداخل کی نسبت ہوتو ان میں سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی اور حاصلِ ضرب سے ہر وارث کے سہام بغیر کسر کے نکلیں گے:

مسئلہ ۱۲×۱۲ات ۱۴۴ حماد

میت

۱۲ عم	۳ جدہ	۴ زوجہ
۷	۲	۳
۸۴	۲۴	۳۶

۶۔اگر وارثوں کی کئی جماعتوں پر کسر واقع ہواوران کے عدد رؤس کے درمیان توافق کی نسبت ہوتو کسی بھی ایک جماعت کے عدد رؤس کے وفق کو دوسری جماعت کے پورے عدد رؤس میں ضرب دیں گے، پھر حاصلِ ضرب اور تیسری جماعت کے عدد رؤس کے درمیان نسبت دیکھیں گے اگر توافق کی نسبت ہوتو حاصلِ ضرب کو تیسری جماعت کے عدد رؤس کے وفق میں ضرب دیں گے اور تباین ہوتو حاصلِ ضرب کو تیسری جماعت کے پورے عددِ رؤس میں ضرب دیں گے پھر آخری حاصلِ ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے تو مسئلہ کی تصحیح ہوجائے گی۔

مسئلہ ۲۴×۱۸۰ات ۴۳۲۰ سہیل

میت

۶ عم	۱۵ جدہ	۱۸ بنت	۴ زوجہ
۱	۴	۱۶	۳
۱۸۰	۷۲۰	۲۸۸۰	۵۴۰

۷۔اگر کئی جماعتوں پر کسر واقع ہواور ہر ایک کے عدد رؤس میں تباین کی نسبت ہوتو ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دیا جائے پھر حاصل ضرب کو تیسرے عدد میں ضرب دیا

جائے پھر حاصل ضرب کو چوتھے عدد میں ضرب دیا جائے پھر جو حاصل ضرب ہو اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے، اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

مسئلہ ۲۴×۲۱۰ت ۵۰۴۰ — احمد

میت

۲ زوجہ	۶ جدہ	۱۰ ابنت	۷ عم
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰

نوٹ: جن جماعتوں پر کسر واقع ہو رہی ہو؛ ان کے عدد رؤوس کے درمیان کہیں تماثل، کہیں تداخل، کہیں توافق اور کہیں تباین ہو تو جن دو عددوں کے درمیان تماثل ہے وہاں تماثل کا قاعدہ؛ جہاں تداخل ہے وہاں تداخل کا قاعدہ؛ جہاں توافق ہے وہاں توافق کا قاعدہ اور جہاں تباین ہے وہاں تباین کا قاعدہ جاری ہوگا:

مسئلہ ۲۴×۲۴ت ۵۷۶ — رضوان

میت

۴ زوجہ	۱۶ جدہ	۱۲۸ ابنت	۱۲ عم
۳	۴	۱۶	۱
۷۲	۹۶	۳۸۴	۲۴

قسمتِ ترکات درمیان ورثہ وغرماء

مالِ میت چو می کنی تقسیم	۶۴	برذوی ارث یا دہی بہ غریم
نسبتِ مال و دَین با تصحیح	۶۵	طلب وکسر کن بہ بسطِ صحیح
ضرب کن حظِ ہر یکے درمال	۶۶	یابوفقش بدیدن احوال
باز بروفق اصل یا کامل	۶۷	بایدت کرد قسمت حاصل

ورثا اور قرض خواہوں کے درمیان ترکوں کی تقسیم

۶۴۔جب تو میت کا مال ورثاء پر تقسیم کرے یا قرض خواہ کو دے!
۶۵۔تو مال اور قرض کی نسبت تصحیح سے طلب کر اور کسر کو پھیلا کر (عدد) صحیح بنا لے!
۶۶۔ہر ایک کے حصے کو مال میں ضرب دے یا مال کے وفق میں (نسبت کی) حالت دیکھ کر!
۶۷۔پھر اصل کے وفق یا پورے پر تجھے تقسیم کرنا چاہیے (حصہ) حاصل (کرنے کے لیے)۔

وضاحت: ۱۔اگر میت کا قرضہ زیادہ ہے اور مال کم ہے تو صرف قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کی نوبت آئے گی، اس کی صورت یہ ہوگی کہ سارے قرضے قرض خواہوں کے ناموں کے نیچے لکھے جائیں گے اوران کا مجموعہ مسئلہ کی جگہ میں اوپر لکھا جائے گا اور موجودہ ترکہ کو بائیں طرف لکھا جائے گا پھر قرضہ اور ترکہ میں تداخل، توافق اور تباین کی نسبت دیکھی جائے گی، پھر ہر قرض خواہ کے قرضے کو ترکہ کے وفق یا دخل میں ضرب دیا جائے گا پھر حاصلِ ضرب کو کل قرضہ کے وفق یا دخل سے تقسیم کر دیا جائے گا؛ اس طرح ہر قرض خواہ کا حصہ ترکہ سے مل جائے گا اور تباین کی صورت میں ہر قرض خواہ کے قرضہ کو کل ترکہ میں ضرب دیا جائے گا پھر حاصلِ ضرب کو کل قرضہ سے تقسیم کر دیا جائے گا، خارج قسمت ہر قرض خواہ کا ترکہ سے حصہ ہوگا۔

۲۔اور اگر ترکہ صرف ورثاء کے درمیان تقسیم کرنا ہو تو مسئلہ کی تصحیح کے بعد ترکہ کو بائیں جانب لکھ لیا جائے گا، اور تصحیح و ترکہ میں تداخل، توافق اور تباین کی نسبت دیکھی جائے گی، پھر ہر وارث کے تصحیح سے ملے ہوئے سہام کو ترکہ کے وفق یا دخل میں ضرب

دیا جائے گا، پھر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق یا ذخل سے تقسیم کر دیا جائے گا، اس طرح ہر وارث کا ترکہ سے حصہ سامنے آجائے گا۔

اور اگر تباین کی نسبت ہو تو سہام کو پورے ترکہ میں ضرب دے کر پوری تصحیح سے اس کو تقسیم کیا جائے گا، خارج قسمت ہر وارث کا ترکہ سے حصہ ہوگا۔

نوٹ: اگر تقسیم کرنے میں نسبت نہ دیکھی جائے پورے سہام کو پورے ترکہ میں ضرب اور پورے مسئلۂ تصحیح سے تقسیم کر دیا جائے تو بھی غلطی نہیں ہوگی، تقسیم صحیح ہو جائے گی، یہی بہتر اور آسان ہے۔ کیلکو لیٹر میں یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

تخارج

گر کسے ارث داد صلح نمود	۶۸	قسمت مال بایدت بنمود
برسہامے کہ وارثانِ دگر	۶۹	یافتندے باصل اے سرور

۶۸۔ اگر کوئی (کسی وارث کو) ترکہ دے دے اور (کچھ لے کر یا بلا لیے) صلح (کی بات) ظاہر کرے تو مال کی تقسیم تجھے ظاہر کرنی چاہیے!

۶۹۔ ان حصوں پر جو دوسرے ورثاء پا رہے ہیں، (صلح کرنے والے کے حصے کو) اصل سے (گھٹا کر) اے پیش رو!

وضاحت: اگر کوئی وارث ترکہ نہ لے، یا سب کی رضامندی سے کچھ لے کر الگ ہو جائے تو مسئلہ کی تخریج میں اس نکلنے والے کو بھی شامل رکھا جائے گا، پھر تصحیح کے بعد اس کا حصہ تصحیح سے گھٹا دیا جائے گا۔

مناسخہ

قبل قسمت چو وارثے بگزشت	۷۰	ارثِ اُو ارثِ وارثانش گشت
پس دو تصحیح را یکے سازند	۷۱	فرضیانش "مناسخہ" خوانند
حظ ثانی ز مبلغِ سابق	۷۲	چون مبائن بہ مبلغِ لاحق
مخرج آندم فریضہ را دانی	۷۳	حاصلِ ضربِ اول وثانی
ور توافق میاں آں دو بود	۷۴	ضرب کن وفق ثانی اے امجد
پس بمضروبِ ضرب باید کرد	۷۵	حصۂ وارثانِ اول مرد
حصۂ دیگراں بمانی الید	۷۶	یا بوفقش ہمیں عمل یابد

مناسخہ

۷۰۔(ترکہ کی) تقسیم سے پہلے اگر کوئی وارث گزر گیا تو اس کا ترکہ اس کے وارثوں کا ترکہ ہو گیا۔

۷۱۔چنانچہ دو تصحیح کو ایک بناتے ہیں، علمائے فرائض اُسے "مناسخہ" کہتے ہیں۔

۷۲۔پہلی تصحیح سے دوسری (میت) کا حصہ جب دوسری تصحیح کے ساتھ متبائن ہو،

۷۳۔تو دوسری (تصحیح) کو پہلی میں ضرب کے حاصلِ ضرب کو اس (میت کے ورثاء) کے حصوں کا مخرج بھی سمجھو!

۷۴۔اور اگر دونوں میں توافق کی نسبت ہو تو دوسری (تصحیح) کے وفق کو (پہلی تصحیح میں) ضرب دو، اے شریف!

۷۵۔ پھر پہلی میت کے وارثوں کے حصوں کو مضروب میں ضرب دینا چاہیے!
۷۶۔ (اور) دوسری (میت کے ورثاء) کے حصوں کو مافی الید میں، یا اس کے وفق میں یہی عمل پایا جائے گا۔ (یعنی ضرب دے کر حصہ نکلے گا)

وضاحت: تقسیم ترکہ سے پہلے کسی وارث کے مرجانے کی وجہ سے اس کا حصہ ترکہ بن جاتا ہے اور اسے اس کے ورثاء کی طرف منتقل کیا جاتا ہے، اس کو ''مناسخہ'' کہتے ہیں۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے میتِ اول کے مسئلہ کی تصحیح کرلی جائے اور میت اول کے ورثاء کو سہام دے دیے جائیں، پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے اور میت ثانی کا حصہ جو میت اول سے ملا ہے اُسے میت کی لمبی لکیر کی بائیں جانب ''مافی الید'' کا نشان بنا کر لکھ لیا جائے، پھر میت ثانی کی تصحیح اور مافی الید میں نسبت دیکھی جائے، اگر تماثل کی نسبت ہو تو کچھ نہ کیا جائے اور توافق کی نسبت ہو تو تصحیح ثانی کے وفق کو تصحیح اول میں ضرب دیا جائے اور اگر تباین کی نسبت ہو تو کل تصحیح اول میں ضرب دیا جائے، دونوں صورتوں میں حاصلِ ضرب سے دونوں میتوں کے ورثاء کے حصے نکلیں گے، حصے نکالنے کے لیے میت اول کے ورثاء کے (تصحیح اول سے ملے ہوے) سہام کو مضروب (وفق تصحیح ثانی یا کل تصحیح ثانی) میں ضرب دیا جائے اور میت ثانی کے ورثاء کے (تصحیح ثانی سے ملے ہوے) سہام کو توافق کی صورت میں ''مافی الید'' کے وفق میں اور تباین کی صورت میں کل مافی الید میں ضرب دیا جائے۔

فائدہ: یہ اصول صرف دو بطنوں کے مناسخہ کے لیے ہیں، اگر تین بطنوں کا مناسخہ ہو تو تیسرے بطن کو میتِ ثانی کے قائم مقام بنایا جائے گا اور پہلے دونوں بطنوں کو میت اول کے درجے میں رکھ کر مذکورہ بالا قاعدہ جاری کیا جائے گا۔

تخریجِ مسئلہ یہ ہے:

ت۱۲۸
ت۳۲
ت۱۶

مسئلہ ۴ باقی ۳ مسئلہ ۶ ردیہ مسئلہ ۴ ذکیہ

بطنِ اول: میتہ

زوج (عبدالرحمن)	بنت (زبیدہ)	ام (خدیجہ)
ربع	نصف	سدس
۱/۴	۳/۹	۱/۳

مسئلہ ۴ (تماثل) عبدالرحمن م ۴

بطنِ ثانی: میتہ

زوجہ (عائشہ)	اب (عبیدالرحمن)	ام (زاہدہ)
ربع	عصبہ	ثلثِ باقی
۱/۲	۲/۴	۱/۲
۸	۱۶	۸

مسئلہ ۶ (توافق بالثلث) زبیدہ م ۹

بطنِ ثالث: میتہ

جدہ (نانی خدیجہ)	ابن (عبدالوحید)	ابن (عبدالکریم)	بنت (عابدہ)
سدس	عصبہ		
۱/۳	۲/۶	۲/۶	۱/۳
	۲۴	۲۴	۱۲

بطنِ رابع: میت ——— مسئلہ ۲x۲ت ۴ (تباین) خدیجہ م۹

زوج (عبدالصمد) اخ (عبدالاحد) اخ (عبدالقیوم)

نصف عصبــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

زوج (عبدالصمد)	اخ (عبدالاحد)	اخ (عبدالقیوم)
$\frac{۱}{۲}$	$\frac{۱}{۹}$	$\frac{۱}{۹}$
۱۸		

۱۲۸

المبـــــــــلـــــــغ

الأحیــــــــــــــــــــــــــــــــــــــاء

عائشہ	عبیدالرحمن	زاہدہ	عبدالوحید	عبدالکریم	عابدہ	عبدالصمد	عبدالاحد	عبدالقیوم
۸	۱۶	۸	۲۴	۲۴	۱۲	۱۸	۹	۹

تشریح: پہلا مسئلہ ردّیہ ہے؛ اس لیے کہ جب مسئلہ بارہ سے بنایا جائے گا تو ایک بچ جائے گا؛ اس لیے زوج کا مسئلہ چار سے الگ بنایا اور اس کو ایک دیا باقی تین بچے، اور لڑکی اور ماں کا مسئلہ چھ سے الگ بنایا اور وہ چار سے رد ہوا، اور چوں کہ من لا یرد علیہ (زوج) سے بچے ہوئے (تین) میں اور من یرد علیہ کے مسئلہ (چار) میں تماثل نہیں ہے؛ اس لیے مسئلہ ردّیہ کو مسئلہ غیر ردّیہ میں ضرب دیا، حاصلِ ضرب سولہ سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی، اس میں سے چار شوہر کو، نو لڑکی کو اور تین ماں کو دیے۔

اور دوسرا مسئلہ چار سے بنا اور اس میں اور عبدالرحمن کے مافی الید (جو اوپر سے ملا ہے) میں تماثل کی نسبت ہے؛ اس لیے مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں، اور تیسرے بطن میں زبیدہ کا مسئلہ چھ سے بنا ہے اور اس کا مافی الید نو ہے اور دونوں میں توافق بالثلث ہے؛ اس لیے مسئلہ کے وفق دو کو تصحیح اول (سولہ) میں ضرب دیا تو بتیس (۳۲) ہو گیا، اور زبید کے ورثاء کے سہام کو مافی الید کے وفق تین میں ضرب دیا۔

اور چوتھے بطن میں خدیجہ کا مسئلہ ۲ سے بنا اور چار سے اس کی تصحیح ہوئی اور اس کا مافی الید نو ہے اور دونوں میں تباین ہے؛ اس لیے کل تصحیح یعنی چار کو پہلی تصحیح (۳۲) میں ضرب دیا،

حاصلِ ضرب ۱۲۸ آیا، اور مضروب چار سے سابقہ بطنوں کے زندہ ورثاء کے سہام کو ضرب دیا، اور مافی الید نو سے آخری بطن کے ورثاء کے سہام کو ضرب دیا تو سب کا حصہ نکل آیا، پھر لمبا سا الاحیاء لکھ کر اس کے اوپر المبلغ لکھ کر آخری تصحیح لکھ دی؛ تا کہ زندہ ورثاء کے سہام کو جمع کرنے میں سہولت ہو، چنانچہ الأ حیاء کے نیچے تمام زندہ ورثاء کو لکھ کر ان کو جتنے جتنے سہام ملے ہیں وہ لکھ دیے۔

ذوی الارحام

چار صِنف است ذورحم بشمار	۷۷	فرع و اصل ست فرعِ اصل اے یار
ارجح از صنفِ اول اقرب داں	۷۸	ولد وارث است بعد ازاں
صفتِ اصل گر بود یکسان	۷۹	پس بارث اند معتبر اَبدان
صفتِ اصل مختلف چوفتاد	۸۰	فرع را ارثِ اصل باید داد
کردہ اول حظوظ را اِفراز	۸۱	مختلف بطن را دہ اے ممتاز
فرع چوں بیش شد زیک بشمار	۸۲	پس باصل آن عدد رعایت دار
صنفِ ثانی ہم ایں چنیں باشد	۸۳	در قُرابت چو متحد باشد
ثلث ثلثاں بہ مختلف برسان	۸۴	پس شود ہریکے زمتحدان
صنفِ ثالث کہ منتمی باشد	۸۵	بہ اب وام ہم ایں چنیں باشد
صنفِ رابع کہ منتمی سُوے جد	۸۶	یا سوے جدہ باشد اے امجد
متحد در قرابت است اگر	۸۷	ارجح اقوی زدیگراں بشمر
باقی آں گونہ فہم ودرہمہ فصل	۸۸	معتبر کُن جہات را در اصل

ذوی الارحام

۷۷۔چار صنفیں ہیں (انھیں ''ذورحم'' (ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ رشتہ دار) شمار کر، (میت کی) فرع (میت کی) اصل، اصل (یعنی باپ اور دادا) کی فرع۔

۷۸۔صنفِ اول میں اقرب کو زیادہ راجح جانو، اس کے بعد وارث کی اولاد (زیادہ مستحق) ہے۔

۷۹۔(صنف اول میں) اصل کی صفت اگر یکساں ہوتو وراثت میں تعداد کا اعتبار ہے۔

۸۰۔اصل کی صفت اگر (تذکیر وتانیث میں) مختلف ہوتو فرع کو اصل کا ترکہ دینا چاہیے! (اور ترکہ اصل پر تقسیم ہوگا اور وہی فرع کو ملے گا)

۸۱۔پہلے حصوں کو الگ کر کے مختلف بطنوں کو دو، اے نمایاں!

۸۲۔اگر ایک اصل کی فرع زیادہ ہوتو اصل میں اس (فرع کی) تعداد کی رعایت رکھ!

۸۳۔دوسری قسم بھی اس طرح ہوگی جب وہ قرابت میں ایک رشتہ کے ہوں۔

۸۴۔(ماں کی طرف والوں کو) ایک تہائی اور (باپ کی طرف والوں کو) دو تہائی پہنچاؤ! پھر ہر ایک متحدوں میں سے ہو جائیں گے۔

۸۵۔تیسری صنف جو باپ اور ماں کی طرف منسوب ہوتی ہے (تقسیم میں) وہ بھی اسی طرح ہوں گے۔

۸۶۔چوتھی صنف جو دادا یا دادی کی طرف منسوب ہوتی ہے، اے شریف!

۸۷۔اگر وہ رشتے میں متحد ہے تو زیادہ قوی رشتے والے کو دوسروں پر زیادہ مستحق شمار کرو!

۸۸۔بقیہ کو اسی طرح سمجھو اور پوری فصل میں جہتِ رشتہ کو اصل میں معتبر مانو!

وضاحت: قرآن وسنت میں قریبی رشتہ داروں کے حصے متعین ہیں، ان کو

ذوی الفروض یا اصحاب فرائض کہا جاتا ہے، ان کو دینے کے بعد عصبات کو ترکہ ملتا ہے، اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر ترکہ دوُر کے رشتہ داروں میں تقسیم ہوتا ہے، ان کو "ذوی الارحام" کہتے ہیں، ان کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ جو ذوی الارحام میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جیسے: بیٹی اور پوتی کی مذکر و مؤنث اولاد۔

۲۔ جن کی طرف میت کی نسبت ہوتی ہے، جیسے: جد فاسد (نانا، پرنانا)، جدۂ فاسدہ (نانا کی ماں وغیرہ)

۳۔ جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جیسے: حقیقی، علاتی اور اخیافی بہن کی مذکر و مؤنث اولاد، حقیقی، علاتی اور اخیافی بھائی کی لڑکیاں اور اخیافی بھائیوں کے لڑکے۔

۴۔ جو میت کے دادا دادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جیسے: باپ کی حقیقی، علاتی اور اخیافی بہنیں اور ان کی اولاد، باپ کے اخیافی بھائی اور ان کی اولاد، ماں کے حقیقی، علاتی اور اخیافی بھائی اور ان کی اولاد، اور ماں کی حقیقی، علاتی اور اخیافی بہنیں اور ان کی اولاد۔

قاعدہ (۱): وراثت کے لیے سب سے مقدم پہلی قسم ہے پھر دوسری، پھر تیسری پھر چوتھی؛ اسی پر فتویٰ ہے۔

نوٹ: اکثر عبادات میں امام اعظمؒ کا قول راجح ہوتا ہے، قضا میں امام ابو یوسفؒ کا اور ذوی الارحام میں امام محمدؒ کا۔

پہلی قسم کے ذوی الارحام کی توریث کا ضابطہ: اگر لڑکیوں اور پوتیوں کی اولاد میں سے متعدد ہوں تو قریب والی اولاد کو ترکہ ملے گا، اور اگر سب برابر ہوں اور بعض

وارث کی اولاد ہواور بعض ذوی الارحام کی تو وارث کی اولاد وارث ہوگی اور ذوی الارحام کی اولاد محروم یعنی قوتِ قرابت سے ترجیح ہوگی، جیسے پوتی کی لڑکی اور نواسی کا لڑکا ہوتو پوتی کی لڑکی وارث ہوگی، اور اگر سب برابر رشتہ کی ہواور سب وارث کی اولاد ہو یا سب ذوی الارحام کی اولاد ہوتو فرع کی تذکیر وتانیث کا اعتبار ہوگا۔

اگر اصول بھی تذکیر وتانیث میں فروع کے موافق ہوں، ورنہ فرع کی توریث میں مختلف اصول کا اعتبار ہوگا اور فرع کو اصول کی میراث دی جائے گی۔

قاعدہ(۲): اگر پہلی قسم کے ذوی الارحام کے کئی بطون ہوں یعنی وہ متعدد اصولوں (واسطوں) سے میت کے ساتھ جڑتے ہوں اوران اصولوں میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہوتو ترکہ پہلے اختلافی بطن پر تقسیم ہوگا، پھر مذکر ومؤنث کے گروپ بنائے جائیں گے اور ہر گروپ کے حصے جمع کیے جائیں گے پھر وہ نیچے کے بطون میں مذکر کو مؤنث کا دوگنا دے کر تقسیم کیے جائیں گے، (مزید تفصیل طرازی شرح سراجی میں ہے)

قاعدہ(۳): اگر مختلف بطون میں بعض اصول کی متعدد فروع ہوں تو اختلافی بطن میں تقسیم کرتے وقت اصول کی صفتِ ذکورت وانوثت کے اختلاف کا بھی اعتبار کرتے ہیں اور فروع کی تعداد کا بھی۔

قاعدہ(۴): اگر ''دوسری قسم'' کے ذوی الارحام کئی ہوں اور بعض رشتہ میں قریب اور بعض دور ہوں تو اقرب وارث ہوگا اور ابعد محروم اور اگر برابر ہوں اور بعض وارث کے واسطے سے ہوں اور بعض غیر وارث کے واسطے سے تو میراث پانے میں دونوں یکساں ہوں گے، یہی راجح ہے۔ (ردالمحتار ۵/۵۶۰)

اگر کسی بطن میں صفتِ ذکورت وانوثت میں اختلاف ہوتو پہلے اختلافی بطن پر

ترکہ تقسیم ہوگا، ماں کی طرف والوں کو ایک تہائی اور باپ کی طرف والوں کو دو تہائی ملے گا، پھر مذکر کا حصہ آخری بطن کو اور مؤنث کا حصہ اس کے آخری بطن کو ملے گا۔

قاعدہ (۵): ''تیسری قسم'' کے ذوی الارحام میں بھی قریب کو ترکہ ملتا ہے اور بعید محروم رہتے ہیں، مثلاً بھانجا ہو تو بھانجے کا لڑکا محروم ہوگا اگر برابر ہوں تو عصبہ کی اولاد کو ذوی الارحام کی اولاد پر ترجیح ہوگی۔

قاعدہ (۶): ''چوتھی قسم'' کے ذوی الارحام میں سے کوئی ایک ہو تو پورا ترکہ اس کو ملے گا، اور اگر متعدد ہوں تو حقیقی کو علاتی پر اور علاتی کو اخیافی پر (قوتِ قرابت سے) ترجیح ہوگی، اور اگر بعض باپ کے رشتے کے ہوں اور بعض ماں کے رشتے کے تو دو تہائی باپ کے رشتے والوں کو، ایک تہائی ماں کے رشتے والوں کو ملے گی۔

خنثیٰ و حمل و مفقود

آنچہ انقص بُود بہ خنثیٰ دہ	۸۹	بہر حمل اکثرِ دو سہم بنہ
مبلغ ہر دو حالِ حمل برار	۹۰	نسبتِ شان دو دیدہ ضرب انگار
ضرب کُن حظ ہر یکے بدگر	۹۱	یا بوفق وبدہ زد وکمتر
ہمچو حمل است حکم در مفقود	۹۲	چون کہ وے وارثِ دگرکس بود
چون بترتیب موت علمت نیست	۹۳	گیر ایں جا کہ وقت موت یکے است

خنثیٰ مشکل، حمل اور مفقود

۸۹۔ جو کم تر حصہ ہو وہ مخنث (ہجڑا) کو دے، ہر حمل کو دو حصوں سے زیادہ (دے)

۹۰۔ حمل کی دونوں حالتوں (مذکر و مؤنث) کی تصحیح کر، (پھر) ان (دونوں) کی نسبت

دیکھ کرایک کودوسرے میں ضرب دے!

۹۱-ہرایک کے حصے کودوسرے (کے مضروب) میں ضرب دے!

۹۲-یا وَفق میں ضرب دے اور دونوں میں سے کم حصہ (ورثاء) کو دے! (بقیہ کو ولادت تک محفوظ رکھا جائے گا۔)

مفقود میں (بھی) حکم، حمل جیسا ہی ہے؛ اس لیے کہ وہ کسی دوسرے آدمی کا وارث ہوتا ہے۔

۹۳-جب تجھے موت کی ترتیب کی جانکاری نہیں ہے تو اس جگہ (اس قاعدے کو) پکڑلو کہ موت کا وقت ایک ہے۔

وضاحت: مخنث کا ترکہ: ''خنثیٰ'' وہ شخص ہے جس کے ذکر اور فرج دونوں ہوں یا دونوں میں سے کوئی نہ ہو۔

خنثیٰ مشکل کا ترکہ دوبارہ تقسیم ہوگا ایک بار مذکر مان کر اور دوسری بار مؤنث مان کر اور جس صورت میں خنثیٰ کو ترکہ کم مل رہا ہو وہی صورت تقسیم ترکہ کے لیے اختیار کی جائے گی اور اگر کسی ایک صورت میں خنثیٰ محروم ہو رہا ہو تو محروم کر دیا جائے گا، اسی پر فتویٰ ہے۔

حمل کا ترکہ: ''حمل'' اگر ولادت کے قریب ہو تو تقسیم ترکہ کو مؤخر کرنا بہتر ہے، اور اگر تقسیم کی جائے تو مفتی بہ قول کے مطابق ایک لڑکا یا ایک لڑکی کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا، اگر ایک سے زیادہ پیدا ہو تو ماخوذ ترکہ میں سے زائد بچوں کو واپس کر دیں گے۔

قاعدہ: دومسئلے بنائے جائیں گے ایک میں حمل کو مذکر اور دوسرے میں مؤنث فرض کیا جائے گا، پھر دونوں مسئلے میں نسبت دیکھی جائے گی، اگر توافق کی نسبت ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں

اور ''تباین'' ہوتو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے گا، حاصلِ ضرب سے دونوں مسئلوں کی تصحیح ہوگی، پھر تصحیح سے ہر فریق کا حصہ نکالنے کے لیے پہلے مسئلہ کے سہام کو مضروب میں ضرب دیں گے۔

ہر وارث کو جس صورت میں کم ملا ہے وہ دیا جائے گا، بقیہ محفوظ رکھا جائے گا اور ولادت کے بعد جب قطعیت ہوجائے گی تب دیا جائے گا۔

مفقود کا ترکہ: ''مفقود'' ایسا آدمی ہے جو اپنی جگہ سے غائب ہوگیا ہو اور اس کی موت وحیات کا کچھ پتانہ ہو۔ (بدائع ۲۸۷/۵) مفقود اپنے مال میں زندہ سمجھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا اس کا وارث نہیں ہوتا اور وہ دوسرے کے مال میں مردہ سمجھا جاتا ہے وہ کسی کا وارث نہیں ہوتا۔

قاعدہ: مفقود کے لیے بھی دوبار مسئلہ کی تصحیح ہوگی ایک بار زندہ مان کر اور ایک بار مردہ مان کر پھر دونوں مسئلوں میں نسبت دیکھی جائے گی اور حمل کی طرح جو حصہ کم ہوگا وہ اس وارث کو دیا جائے گا اور جو زائد ہوگا وہ جب تک مفقود کی حیات مانی ہوئی ہے محفوظ رکھا جائے گا۔ (مزید تفصیل طرازی شرح سراجی میں ہے)

ایک ساتھ مرنے والوں کا ترکہ

اگر چند رشتے دار ایک ساتھ مرجائیں، یہ معلوم نہ ہوسکے کہ کس کی وفات پہلے اور کس کی بعد میں ہوئی ہے تو دوسرے زندہ ورثاء میں ان سب کی وراثت تقسیم کردی جائے گی اور یہ (ایک حادثہ میں ایک ساتھ مرنے والے) ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، اسی پر فتوی ہے۔

اضافہ

حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادیؒ نے اپنے استاذ محترم علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے منظومے پر ''چھ تتموں'' کا اضافہ فرمایا تھا، ان کا اضافہ مع ترجمہ درج ذیل ہے:

ا۔ تتمہ: تماثل، تداخل، توافق وتباین

باقیِ قسمت ارزیک چوفزود	۹۴	نسبتِ دو عدد توافق بُود
در تباین بقاء یک بنگر	۹۵	ہیچ نبود تداخلش بشمر
ہاں تماثل بگو چو ہر دو عدد	۹۶	باشد از جنس واحد اے امجد

تماثل، تداخل، توافق اور تباین

۹۴۔ تقسیم کا باقی اگر ایک سے زیادہ رہ جائے تو دو عددوں کی نسبت میں توافق ہوتا ہے۔

۹۵۔ اور تباین میں ایک باقی رہنے کو دیکھ، کچھ نہ بچے تو تداخل کی نسبت شمار کر!

۹۶۔ ہاں! جب دو عدد ایک جنس سے ہوں تو تماثل کہہ دے، اے شریف!

وضاحت: دو عدد اگر برابر ہوں تو ''تماثل''، جیسے چار اور چار؛ اگر چھوٹا بڑے کو کاٹ دے تو ان میں ''تداخل'' کی نسبت ہوگی (جیسے چھ اور بارہ) اور اگر کوئی تیسرا دونوں کو کاٹے تو ان میں ''توافق'' کی نسبت ہوگی (جیسے: چار اور چھ کہ ان دونوں کو دو کاٹ رہا ہے) اور اگر کوئی تیسرا بھی دونوں کو نہ کاٹے تو ''تباین'' کی نسبت ہوگی (جیسے، چار اور پانچ)۔

قاعدہ: دونوں عددوں کو دونوں طرف سے کم عدد سے گھٹایا جائے اگر گھٹاتے

گھٹاتے ایک بچ جائے تو تباین اور ایک سے زیادہ بچے تو توافق کی نسبت ہوگی۔

۲۔تتمہ:عول

عول را یاد گیر ہشت صُوَر	۹۷	پس زشش جُفت وطاق شمر
از دو شش تا بہفدہ سہ اوتار	۹۸	بست وہفت عول خاص بست وچار

۹۷۔عول کے لیے آٹھ صورتوں کو یاد کر: چنانچہ چھ سے (دس تک) جفت اور طاق (عول) شمار کر!

۹۸۔بارہ سے سترہ تک تین طاق (یعنی تیرہ، پندرہ اور سترہ) ستائیس خاص طور سے چوبیس کا عول ہے۔

۳۔تتمہ:تشریح صُوَر حجب

گر زوارث دگر رسد بزیان	۹۹	حجب حرمان بگو چو بد حرماں
وربنقصان حظ رساند کار	۱۰۰	حجب نقصان بگویندش اے یار
وارثے کو نصیبش حرمان است	۱۰۱	گاہ دیگر ازو بحرماں است
مادرِ اب ز اب شود محروم	۱۰۲	مادر امؐ ام ازو محروم
گاہ نقصان رسد ازو بدگر	۱۰۳	چون دو اخوۃ بمادر وبہ پدر
آں کہ نقصاں حظ زدیگر یافت	۱۰۴	گاہ حرماں ازوبدیگر تاخت
جدہ بامادر وپسر چو بود	۱۰۵	جز بحرمان بدستِ او چہ رسد
رہ نیابد بسوئے نقص مگر	۱۰۶	فرضیان گفتہ این چُنیں سرور

۹۹۔اگر وارث سے دوسرے کو نقصان پہنچے تو بدنصیب کی طرح حجب حرمان کہہ دے!

۱۰۰-اوراگر حصہ کم کرنے سے کام ہوتو اُسے ''حجبِ نقصان'' کہتے ہیں۔اے دوست!
۱۰۱-وہ وارث جس کا حصہ محرومی ہے کبھی دوسرا اس سے محروم ہوتا ہے۔
۱۰۲-باپ کی ماں، باپ سے محروم ہوتی ہے، نانی، ماں کی وجہ سے محروم ہوتی ہے۔
۱۰۳-کبھی اس سے دوسرے کو نقصان پہنچتا ہے، جیسے دو بھائی (یا دو بہنیں) ماں اور باپ کے ساتھ ہوں۔
۱۰۴-وہ جو دوسرے سے حصے کا نقصان اٹھاتے ہیں کبھی دوسرے کو اس سے محرومی ملتی ہے۔
۱۰۵-جب جدۂ صحیحہ (میت کی) ماں اور بیٹے کے ساتھ ہو تو محرومی کے سوا اس کے ہاتھ میں کیا پہنچے گا! (یعنی میت کی ماں میت کے بیٹے کی وجہ سے محجوب نقصان ہونے کے باوجود دادی کے لیے حاجب ہے)۔
۱۰۶-حصے کی کمی کی طرف کا راستہ نہیں پاتی ہے؛ مگر علمائے فرائض نے اسی طرح فرمایا ہے، اے پیش رو!

۴-تتمہ: متعلق مسئلۂ جدات

چوں تساوی بُود میانِ جدات	۱۰۷	لغو شد فرق ذوجهت بجهات
گر زنے دخت دُخترش بدہد	۱۰۸	بنکاحِ نبیرہ اش امجد
باشد آں جدہ از پدر مادر	۱۰۹	ہر اولاد شان ولے سرور
مادرِ اُم امجد اے ذی ہوش	۱۱۰	وقت قسمت رود بآں ہمدوش

جدات کے مسئلہ سے متعلق

۱۰۷-جب جدات کے درمیان برابری ہو تو جہت (کئی رشتہ) والی کو جہات کی وجہ

سے فرق کرنا بے کار ہو جاتا ہے۔
۱۰۸۔اگر کوئی عورت اپنی نواسی کو دے اپنے پوتے کے نکاح میں، اے شریف!
۱۰۹۔تو وہ جدہ ماں باپ کی طرف سے دادی ہوتی ہے، ان کی اولاد کے لیے؛ لیکن اے پیش رو!
۱۱۰۔ماں کی ماں تقسیم کے وقت اس کے ساتھ برابر ہو جاتی ہے، اے ہوش مند شریف!

۵۔تتمہ: متعلق مسئلہ بناتِ ابن

از دو صلبیہ بنت ابن اے جان	۱۱۱	گر نباشد ذکر رسد بزیاں
باذکر نصف حظ او گیرد	۱۱۲	غیر سُفلٰے کہ او بغم میرد

پوتیوں کے مسئلہ سے متعلق

۱۱۱۔دو صلبی (لڑکی) سے پوتی اس جگہ محروم ہو جاتی ہے اگر کوئی مذکر (پوتا اس کے ساتھ) نہ ہو۔
۱۱۲۔مذکر (پوتے) کے ساتھ وہ اُس کے حصے کا آدھا لیتی ہے، سوائے نیچے والی (پوتی) کے؛ اس لیے کہ وہ غم میں مرجاتی ہے۔

٦۔تتمہ: متعلقہ موانعِ ارث

بے تَسَبُّب بجور گر بکُشد	۱۱۳	مورثے خویش را زارث رود
قتلِ مجنون وطفل وقتلِ خطا	۱۱۴	مانع ارث نیست گیر مہا

موانعِ ارث سے متعلق

۱۱۳۔بلاسبب ظلماً اگرکوئی اپنے مورِث کو ماردے تو وراثت سے (محروم ہوکر) چلاجاتاہے۔

۱۱۴۔مجنون اور بچے کا (اپنے مورث کو) مارڈالنا یعنی غلطی سے قتل کرنا وراثت سے روکنے والانہیں ہے،اے چاند!تواسے(مجھ سے) لے لے!

خاتمہ

الحمدللہ!النورالفایض علی نظم الفرایض(فارسی) کااردوترجمہ اوراس کی تشریح پوری ہوئی،اللہ تعالیٰ اس خدمت کوقبول فرمائیں اس کانفع دائم رکھیں اورقیامت کے دن ان بزرگوں کے ساتھ ہماراحشرفرمائیں!۔**وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله وأصحابه اجمعین!**

کتبہ اشتیاق احمدقاسمی،دربھنگوی

مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۳/۳/۱۴۴۴ھ=۱۰/۱۰/۲۰۲۲م

خاکۂ حیات علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

(۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵م=۱۳۵۲/۱۹۳۳م)

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور چوتھے صدر المدرسین، حضرت علامہ سید محمد انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند میں عظیم ترین شخصیت کے حامل ہیں، ان کی عبقریت کو عرب اور عجم سب نے تسلیم کیا ہے، وہ بیک وقت محدث، مفسر، فقیہ اور ادیب تھے۔ زبردست حافظہ کے مالک تھے۔ علمِ حدیث میں نہایت ممتاز مقام رکھتے تھے۔ عربی اور فارسی زبان میں برجستہ اشعار نظم کرنا، قصیدے کہنا، ان کے لیے ہر وقت ممکن تھا، ان کے عربی قصائد اور منظومات میں اشعار کی تعداد ۱۵ ر ہزار سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ ''النور الفائض علی نظم الفرائض'' ان کی فارسی ادبیات کا شاہکار ہے، اس میں صرف ترانوے (۹۳) اشعار میں ''علم فرائض'' کے پورے سمندر کو سمو کر رکھ دیا ہے، میراث کی تقسیم کو مشکل مانا جاتا ہے، اس فن کو ضبط کرنا ہی مشکل ہے، چہ جائے کہ اس کو نظم کرنا اور پھر فارسی زبان میں؛ اس کا اندازہ اہلِ علم ہی کر سکتے ہیں۔ متن نویسی نثر میں بھی مشکل ترین کام ہے، نظم میں متن نویسی کا بیانیہ کس قدر فقہ و ادب پر گرفت کی دلیل ہے اور اس سے صاحبِ نظم کی عبقریت کس طرح کھل کر سامنے آتی ہے، بیان نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت علامہ کشمیریؒ کو یہ مقامِ بلند اپنے استاد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کے بعد حاصل ہوا۔ اور فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض نے ان کی شخصیت میں چار چاند لگادیے، فقہ حنفی کو قرآن و سنت سے مدلل کرنے میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔

صحیح بخاری کا سبق بہت عمدہ اور آفاقی ہوتا تھا، ''فیض الباری'' کی چار جلدیں اس پر شاہدِ عدل ہیں، دو ہزار سے زائد طلبہ نے آپ سے کسبِ فیض کیا اور سندِ حدیث حاصل کیا، تحریکِ آزادی ہند میں بھی آپ نے حصہ لیا، تحفظِ ختمِ نبوت میں آپ کا کارنامہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ مدرسہ امینیہ دہلی میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز رہے، اپنے وطن کشمیر میں ''مدرسہ فیض عام'' قائم کیا، دارالعلوم دیوبند میں حضرت علامہ تنخواہ کے بغیر خدمت انجام دیتے تھے۔ ان سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے والے طلباء میں مشہور ترین شخصیات ہیں، ان میں سے ممتاز شخصیات کے نام درج ذیل ہیں: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی، حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی، حضرت مولانا زین العابدین سجاد میرٹھی، حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان سارے تلامذہ نے اپنے اپنے میدانِ عمل میں امتیاز حاصل کیا، تصنیفی، تالیفی، تحقیقی، سیاسی، فقہی اور دفاعِ اسلام کی خدمات کے حوالے سے ان سب کو دنیا جانتی ہے۔

علامہ کشمیری کی تصانیف کی صحیح تعداد مجھے معلوم نہیں؛ البتہ ان میں اہم کتابیں اور رسالے درج ذیل ہیں: فیض الباری شرح صحیح بخاری، انوار الباری شرح صحیح بخاری، العرف الشذی شرح جامع ترمذی، مشکلات القران، اِکفار الملحدین، عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسی علیہ السلام، تحیۃ الاسلام فی حیات عیسی علیہ السلام، التصریح بما تواترَ فی نزولِ المسیح، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، فصل الخطاب فی مسئلۃ اُمِ الکتاب، خاتمۃُ الخطاب فی فاتحۃ الکتاب، نیل الفرقدین فی مسئلۃ رفع الیدین، بسط الیدین

لنیل الفرقدین، کشف الستر عن صلاۃ الوتر، ضرب الخاتم الی حدوث العالم، مرقاۃ الطارم لحدوث العالم، إزالۃ الرین فی الذب عن قرۃ العینین اور سہم الغیب فی کبد اہلِ الریب۔۔۔۔ وغیرہ

۱۹۲۷ عیسوی کی ابتداء میں ناگہانی انتظامی اختلاف کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند سے استعفاء دے دیا اور ''مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل'' چلے گئے، تقریباً پانچ سال تک وہاں اپنا فیض پھیلاتے رہے، پھر علالت کی وجہ سے دیوبند تشریف لائے، علاج ہوتا رہا؛ مگر وقتِ موعود آچکا تھا؛ چنانچہ ۲۸ مئی ۱۹۳۳ عیسوی کو آپ نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردیا۔ دیوبند میں عیدگاہ کے جنوب میں آرام فرما ہیں۔

عرب وعجم میں علمائے دیوبند کو جو وقار اور علمی اعتبار حاصل ہوا ہے، اس میں علامہ کی تصانیف، شاگردان اور ان کی ملکی وملی خدمات سب کو دخل ہے، علمِ حدیث سے علامہ اور ان کے شاگردوں کو جو حصہ ملا ہے، وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا، اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائیں گے، درجات بلند فرمائیں اور جنت الفردوس میں ہمیں بھی ان کی ہم نشینی عطا فرمائیں!

خاکۂ حیات شیخ فخر الدینؒ

(١٣٠٦ھ/١٨٨٩ء=١٣٩٢ھ/١٩٧٢ء)

حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادی دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز شیخ الحدیث وصدرالمدرسین اور جمعیۃ علمائے ہند کے چھٹے صدر رہے تھے، مختلف علوم میں قابل رشک صلاحیت کے حامل تھے، دارالعلوم دیوبند میں حضرت کی تدریس کا ڈنکا بجتا تھا، طلبہ کا تأثر یہ تھا کہ علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے بعد دارالعلوم دیوبند میں سب سے زیادہ قوی حافظہ شیخ الحدیث ہیں، اور ان کا تأثر یہ بھی تھا کہ ان کے بعد شاید دارالعلوم کو ان جیسا شیخ الحدیث نہ ملے؛ چنانچہ ان کی رحلت کے بعد سے آج تک ان اوصاف کی شخصیت سے دارالعلوم خالی ہے۔ علیادرجے کی کتاب پڑھاتے تھے ؛مگر ابتدائی درجے کی نحو وصرف کی کتابیں بھی یاد تھیں، اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں پر بے پناہ قدرت تھی ،کبھی عربی زبان میں درس دیتے اور کبھی اردو زبان میں، ان تینوں زبانوں میں حضرت کی تصانیف ہیں، حضرت نے ''حمد باری'' کے انداز کا لغت نامہ بھی بچوں کے لیے ترتیب دیا تھا، جو ابھی حضرت مولانا محمد سلمان بجنوری مدظلہ العالی استاذ حدیث ومدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے پاس محفوظ ہے، یہ ''لغت نامہ'' مکمل ہے، اسی طرح ''علم الصیغۃ'' کی شرح حضرت مولانا خورشید انور گیاوی مدظلہ العالی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کے پاس محفوظ ہے، اور یہ بھی مکمل ہے، اسی طرح ''نفحۃ العرب'' کی اردو شرح حضرت مولانا سیف اللہ سہرساوی ناظم تعلیمات دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد کے پاس موجود ہے۔ اللہ کرے کہ ان سب کی تحقیق ،تہذیب ، طباعت اور اشاعت کا انتظام ہوجائے!

نام ونسب

حضرت مولانا فخر الدین احمد ''سید'' ہیں، آپ کا سلسلۂ نسب بتیس (۳۲) واسطوں سے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے، آباواجداد جامع مسجد ہرات سے لاہور، پھر ملتان، پھر دہلی اور ہاپوڑ آئے، نسب اس طرح ہے؛ فخر الدین احمد بن سید عالم بن عبدالکریم بن مروان علی بن محمد خضر بن عباداللہ بن عبداللہ بن عالم بن عبدالکریم بن احمد بن عبدالمجید بن عبدالغنی بن مطہر بن طاہر بن سلطان الدین بن سوندن بن جمن بن منتخب الدین بن احمد بن علی بن محمد بن قاسم بن علاء الدین بن شہاب الدین بن طاہر بن نعمت اللہ بن فضل اللہ بن عباداللہ بن صادق بن محمد بن سید جعفر صادق بن باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما۔

تعلیم

بغدادی قاعدہ اور قرآن کریم والدہ صاحبہ سے پڑھا، ابتدائی فارسی گھر کے افراد سے، پھر ''ہشت بہشت'' کے ساتھ پانچ کتابیں مولانا مظفر علی سے پھر عربی کی تعلیم خاندان کے عالم مولانا خالد اور دوسرے بزرگوں سے پھر ''مدرسہ برکات الاسلام'' میں پڑھا، یہ وہی مدرسہ ہے جو دادا نے موصوف کے والد اور دونوں چچا (مُرید اور فرید) کے لیے بنایا تھا، پھر مولانا عبدالحئی لاہوری سے، پھر مدرسہ منبع العلوم گلاوٹھی ضلع بلند شہر (یوپی) میں، مولانا ماجد علی جون پوری (محدث مانوی) سے شرح جامی (بحث فعل) مختصر المعانی، ہدیہ سعدیہ، میبذی وغیرہ پڑھی، اور مولانا محی الدین سے کنز الدقائق اور مولانا کریم بخش سے فن ہیئت کو حاصل کیا۔ اس کے بعد مولانا ماجد علی کے ساتھ مدرسہ حسین بخش دہلی آئے اور ملا حسن، بحر العلوم، شرح عقائد نسفی، خیالی اور سنن ترمذی وغیرہ پڑھی پھر مولانا ماجد علی کے ساتھ مدرسہ فتح پوری دہلی منتقل ہوگئے۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ پھر تدریس

۱۳۲۶ھ دارالعلوم دیوبند آئے، پہلے سنا تھا کہ دیوبند میں معقولات کی تعلیم بہت اچھی ہوتی ہے، اطمینان کے لیے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے سبق میں بیٹھے، تفسیر بیضاوی اور سنن ابوداؤد کے اسباق سنے، پھر داخلے کے لیے آئے، داخلہ میں مشکوۃ المصابیح میں وتر کا بیان پوچھا گیا، گرامی قدر ممتحن حضرت شیخ الہندؒ نے سوال کیا، جواب دیا، پھر سوال کیا تو لا جواب ہو گئے؛ لیکن جوہری نے ہیرے کو پرکھ لیا تھا، پھر ہدایہ کا امتحان لیا پھر پوچھا کہ کیا معقولات پڑھی ہے؟ جواب دیا: جو پوچھنا ہے پوچھیں! عصر کا وقت ہو چکا تھا، نماز کے لیے اُٹھ گئے، نمبر نہ دیا، بعد میں جب منشی جی نے نمبر نہ دینے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ''انعامی نمبر'' ہے، اس طرح امتیازی حیثیت سے داخلہ ملا۔

اُس کے بعد دو سال تک حضرت شیخ الہند کے مشورہ سے دارالعلوم میں پڑھتے رہے، ہر سال معقولات کی چند کتابیں بھی پڑھتے رہے، دارالعلوم میں پڑھی گئی کتابیں درج ذیل ہیں: ''ہدایہ آخرین، تفسیر بیضاوی، تفسیر جلالین، توضیح تلویح، حسامی، عَروض المفتاح، دیوانِ متنبی، حماسہ، مدارک، درمختار۔''

طالب علمی کے زمانے میں ہی درج ذیل کتابوں کی تدریس کی سعادت نصیب ہوئی: ''حمداللہ، جواہر غالیہ (فلسفہ) ملا جلال، ملا حسن اور شرح وقایہ۔''

دارالعلوم دیوبند میں اعزازی تدریس کے بعد ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ شاہی مرادآباد میں مدرس کی ضرورت پیش آئی تو وہاں بھیج دیا گیا، اس وقت کے نائب مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ نے یہ کہہ کر بھیجا کہ میں ان کو مدرسہ شاہی بھیج رہا ہوں؛ مگر جب دارالعلوم کو ضرورت ہوگی میں واپس بلالوں گا۔ مدرسہ شاہی میں صحیح بخاری اور سنن

ابوداؤد وغیرہ کے اسباق پڑھائے، وہاں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے ۱۳۷۷ھ تا ۱۳۸۳ھ ان سے ۱۱۶۱ طلبہ نے صحیح بخاری پڑھ کر سند حاصل کی۔(دارالعلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات ص ۱۶۷ فیض القرآن دیوبند) غرض حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے بعد جب دارالعلوم دیوبند کو استاذ حدیث کی ضرورت پیش آئی تو ۱۹۴۲ء کو دارالعلوم بلالیا گیا؛ لیکن یہ بلانا عارضی طور پر تھا، ۱۹۴۵ء میں دوبارہ بلائے گئے اور ۱۳۷۷ھ میں باضابطہ ''شیخ الحدیث'' کے منصبِ جلیل پر فائز ہوئے۔(تذکرہ فخر المحدثین ص ۶۳)

جمعیۃ میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جس زمانے میں جمعیۃ علمائے ہند کے صدر تھے، ان دنوں دوبار حضرت مولانا فخر الدین احمد مرادابادیؒ کو نیابتِ صدارت کا منصب تفویض ہوا۔ پھر جب حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کی وفات ہوگئی تو ۱۹۵۹ء میں باضابطہ جمعیۃ علمائے ہند کی صدارت کا عہدہ پیش کردیا گیا۔

وفات

۲۰ صفر المظفر ۱۳۹۲ھ مطابق ۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو بیاسی یا تراسی سال کی عمر میں مرادآباد میں حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادی کا انتقال ہوا، ان کی نمازِ جنازہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب نے پڑھائی اور وہیں ایک قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۰۶)

تصانیف

حضرت مولانا سید فخر الدین مرادآبادی کا قلم تحقیقی اور علمی تھا، تحقیق ریز قلم سے

بہت سی تصانیف وجود میں آئی ہوں گی، ان میں سے نو (۹) تصایف سے ناچیز واقف ہوسکا اور ان کے ذریعے شخصیت کی عبقریت کو سمجھنے کا موقع ملا، راقم نے تصانیف کا تعارف تقریباً پچاس صفحے میں لکھا ہے اور وہ مقالہ جمیعۃ علمائے ہند کے صد سالہ پروگرام کے تحت شائع ہونے والے مجموعوں میں شائع ہوا ہے، ''تذکرہ فخر المحدثین'' کے نام سے ساڑھے نو سو صفحے کا مجموعہ ہے، اس میں (صفحہ نمبر ۵۶۵ سے ۶۰۸ تک) ناچیز کا مقالہ شامل اشاعت ہے۔ تفصیلی تعارف کے لیے اسی کی طرف رجوع کرنا مفید ہوگا، یہاں سردست ان کا مختصر تعارف کرایا جارہا ہے :

۱۔القول الفصیح بِعَضُدِ ابوب الصحیح

اس میں صحیح بخاری میں ذکر کردہ ابواب اور فصول کے درمیان ربط بیان کیا گیا ہے اور یہ ایسی لاجواب کتاب ہے کہ اس کی مثال نہ اردو میں ہے اور نہ ہی عربی زبان میں اس خوبی کے ساتھ کسی نے لکھا ہے۔

خدماتِ حدیث میں یہ خدمت نہایت نمایاں اور عظیم ہے، اس سے علمائے دیوبند کی عبقریت کھل کر سامنے آتی ہے، اس بے نظیر خدمت کی مثال ذخیرۂ کتب میں موجود نہیں ہے۔

۲۔القول الفصیح فیما یتعلق بمقاصد تراجم الصحیح

اس میں صحیح بخاری کے ابواب کے عنوانات کی خوبی اور ان کے مقاصد بیان ہوئے ہیں، یہ تصنیف بھی لاجواب ہے۔

۳-ایضاح البخاری

یہ حضرت کے درسی افادات پر مبنی صحیح بخاری کی شرح ہے، اسے حضرت کے شاگرد رشید اور میرے استاد محترم حضرت مولانا ریاست علی بجنوریؒ نے مرتب کرنا شروع کیا تھا، پہلی جلد حضرت نے ملاحظہ فرما کر اصلاح بھی فرمائی تھی، پانچ جلدوں کے بعد حضرت مولانا بجنوریؒ نے اپنے شاگرد رشید میرے دوست مولانا مفتی محمد فہیم الدین قاسمی بجنوری استاذ دارالعلوم دیوبند کو سپرد کر دیا، آگے کا کام دسویں جلد تک آپ کی نگرانی میں ہوا ہے، اب اس کی گیارہویں جلد بھی منظر عام پر آگئی ہے، اللہ کرے کہ اس کی تکمیل آسان ہو جائے اور آسانی کے اسباب پیدا ہو جائیں۔

۴-اربعین یعنی تصویر اسلام مکمل

حضرت نے چالیس احادیث کو منتخب فرمایا جس میں پورے اسلام کی ترجمانی اچھی طرح ہو جاتی ہے، حضرت نے اس کے دو حصے کیے پہلے حصے میں تیس ابواب ہیں جس میں چالیس احادیث ہیں اور دوسرے حصے میں چالیس آیات ہیں جو دین کے مختلف ابواب پر مشتمل ہے۔اس کتاب کی زیارت ناچیز کو نہ ہو سکی۔

۵-گنجینہ صرف شرح پنج گنج

حضرت کی وفات کے بعد مسودات حضرت استاذ محترم مولانا ریاست علی بجنوریؒ کے پاس تھے، حضرت نے اس میں سے چند کو حضرت مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کے حوالے کر دیا، موصوف نے تحقیق، تہذیب اور حسین تعلیق کے ساتھ متعدد کو شائع کیا۔ان میں سے ایک یہ ہے، یہ پنج گنج کی بڑی عمدہ شرح ہے، ''مکتبہ حجاز دیوبند'' میں دست یاب ہے۔

۶۔مفتاح العوامل شرح مأۃ عامل

یہ بھی حضرت کے مسودات میں تھی، حضرت استاذ محترم مفتی سعید احمد پالن پوریؒ نے اپنے شاگرد رشید حضرت مولانا خورشید انور گیاوی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کے ساتھ مل کر اس کی تحقیق و تکمیل فرمائی، یہ شرح بازار میں سب سے ممتاز شرح مانی جاتی ہے۔ ''مکتبہ حجاز دیوبند'' سے چھپتی ہے۔

۷،۸،۹۔علم الصیغہ، نفحۃ العرب، لغت نامہ

ان تینوں کا ذکر شروع میں کیا گیا ہے، یہ ابھی مسودے کی شکل میں تین شخصیات کے پاس موجود ہے۔